بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکتوبات احمدیہ

(جلد ہفتم حصہ اول)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات بنام حضرت نواب محمد علیخان صاحب رضی اللہ عنہ

حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی و محترم محمد ابراہیم خان صاحب (سندھ) و دیگر اصحاب احمد

مرتبہ

ملک صلاح الدین ایم۔ اے قادیان

مؤلف

اصحاب احمد جلد اول و دوم و مکتوبات اصحاب احمد جلد اول و دوم

تعداد ۵۰۰   قیمت (   )



بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وعلی عبدہ المسیح الموعود مع التسلیم

پیش لفظ

للہ الحمد والمنۃ کہ حضرت مسیح موعود علیہ وعلی مطاعہ الصلوٰۃ والسلام کے ۱۸۹۲ء سے ۱۹۰۸ء تک کے اکاون مکتوبات کی تالیف کی توفیق پا رہا ہوں کہ جن میں سے نہ صرف چونتالیس خطوط ہی بلکہ بعض میں مندرجہ وحی پہلی بار خاکسار ہی کے ذریعہ شائع ہوئی۔ اس وحی کے علاوہ جو کہ سلسلہ کے دیگر لٹریچر میں نہیں آئی تھی مطبوعہ وحی میں سے ایک حصہ کی غیر مطبوعہ تفصیل بھی ان سے حاصل ہوئی ہے۔ چونکہ امتداد زمانہ سے مکتوبات دریدہ یا ان کی تحریر کے نقوش مدہم ہوتے جا رہے ہیں اس لئے سولہ عدد خطوط کے بلاک اور تینتیس عدد خطوط کے چربے بھی شائع کرتا ہوں۔ ان میں چھ ایسے خطوط کے بلاک اور چربے بھی شامل ہیں جو قبل ازیں مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم اور الحکم میں شائع ہو چکے ہیں اور ایک نواب صاحب کے نام خط ہونے کی وجہ سے الحکم سے نقل کیا ہے کیونکہ وہ مکتوبات احمدیہ میں اب تک شائع نہ ہوا تھا

حضورؑ کے مکتوبات مسائل تصوف۔ مواعظ و حکم۔ الہامات و کشوف تاریخ سلسلہ اور آپ کے اسوۂ حسنہ کا ایک لاثانی ذخیرہ ہے اور وحی اور تاریخ کا ایک کثیر حصہ صرف انہی سے دستیاب ہوتا ہے۔ ان کے محفوظ کرنے کا سہرا حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی مؤسس و ایڈیٹر الحکم کے سر ہے۔ آپ نے حضورؑ کے عہد سعادت سے ہی اس طرف پوری توجہ کی اور سلسلہ کے اولین اخبار الحکم کے ذریعہ ان خطوط کو نیز حضورؑ کے ملفوظات۔ الہامات اور تاریخ سلسلہ کو اور بعد ازاں مکتوبات احمدیہ کی شکل میں مرتب کر کے ان خطوط کو شائع

کرنے کی توفیق پائی۔ ایسے مفید امور کی سرانجام دہی کی بنا پر ہی بحکم حضورؑ کی طرف سے اپنے دو بازوؤں میں سے ایک قرار پایا تھا۔ مکتوبات احمدیہ کے تسلسل کو قائم رکھنے کے لئے خاکسار نے حضرت عرفانی صاحب سے اس سلسلہ کی ایک جلد اسی نام سے شائع کرنے کی اجازت چاہی تھی۔ آپ چونکہ بصد شوق اس کام کی تکمیل کے متمنی ہیں۔ آپ نے ازراہ کرم اجازت عنایت فرما دی ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ میری نیت صرف یہ ہے کہ انقلاب کے ہاتھوں ایک کثیر حصہ غیر مطبوعہ خطوط وغیرہ کا ضائع ہو چکا ہے جو ابھی تک بچا ہوا ہے اسے طبع کر کے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا جائے۔ کیونکہ نہ معلوم وہ کب تک اصلی شکل میں محفوظ رہ سکے گا۔ بسا اوقات خود احباب یا ان کی اولاد کی پوری توجہ نہیں رہتی اور ایسی انمول چیزیں ہمیشہ کیلئے ضائع ہو جاتی ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کام کو پوری سرگرمی۔ محنت و توجہ سے سرانجام دینے کی توفیق عطا کرے اور اس کے لئے اسباب مہیا فرمائے اور اس کام کو میرے لئے باعث برکت اور ذریعہ اجر و ذخر بنائے۔ آمین۔

میں شروع سے اس خیال سے بے نیاز ہو کر تصنیف کا کام کر رہا ہوں کہ دوست خرید کر حوصلہ افزائی کرتے ہیں یا نہیں۔ اصحاب احمدؑ جلد دوم اور مکتوبات اصحاب احمدؑ جلد اوّل کو قریباً نو ہزار روپیہ کے صرف کثیر سے خاکسار نے شائع کیا لیکن پانچ چھ صد روپیہ سے زیادہ قیمت کی وہ فروخت نہیں ہوئیں۔ اندریں حالات جبکہ پہلے ہی قرض خواہوں کے مطالبات جان لیوا ثابت ہو رہے ہوں کسی کتاب کا شائع کرنا تو کجا اس کی تالیف کا خیال بھی دماغ میں نہیں سمانا چاہیئے۔ لیکن خاکسار نے نہ صرف یہی کتاب تیار کی ہے بلکہ صحابیات جلد اول۔ مکتوبات اصحاب احمدیہ جلد دوم۔ اصحاب احمدؑ جلد سوم اور بعض اور مفید کتب تیار کی ہیں جن کی قریب کے عرصہ میں ہی تکمیل ہو جائیگی اور جب بھی کسی صاحب وسعت کو اللہ تعالےٰ نے توفیق دی شائع ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ خاکسار نے قریباً تین صد روپیہ کے اخراجات سے یہ بلاک اور چربے وغیرہ تیار کئے ہیں چونکہ بیک وقت ایک ہی جلد میں سارے خطوط شائع ہونے سے کتاب بہت ضخیم ہو جائیگی اس لئے صرف ایک حصہ ابھی شائع کیا جا رہا ہے

بعد ازاں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حصہ دوم کے طور پر بقیہ مواد شائع کر دیا جائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اخویم محترم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیری (دکن) کے دل میں یہ تحریک ڈالی ہے کہ وہ اس تالیف کی اشاعت کا انتظام فرمائیں۔ آپ شروع سے میری ہر تالیف کی اشاعت میں لِلّٰہ پوری سرگرمی سے تعاونوا علی البر والتقوی والی سیرت کو اختیار کر کے پوری معاونت فرماتے رہے ہیں چنانچہ آپ کی تحریک سے اخویم محترم نے بصرفِ کثیر اس کتاب کو شائع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص کو قبول فرمائے اور جس طرح انہوں نے ان مکتوبات کے محفوظ کرنے کی سعی فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ان کے دین و دنیا کی حفاظت کرے اور ان کو حسنات دارین سے متمتع فرمائے۔ آمین۔

بلاک خاکسار نے نہایت محنت سے اور بار ہا مقابلہ کر کے اور اصلاح کرا کے تیار کرائے ہیں۔ قارئینِ کرام کے یہ امر مدنظر رہے کہ بلاک اور چربوں میں نقل پوری مطابق اصل نہیں ہوتی۔ چربوں میں اگر تاریخ خطوط کے مطابق نہ ہو تو خطوط کی تاریخ کو صحیح سمجھا جائے اس لئے کہ چربہ سے حروف اڑنے کا بہت امکان ہوتا ہے۔ جو خطوط اصحاب احمد جلد دوم سے یہاں درج کئے گئے ہیں ان کی بھی دوبارہ تصحیح کی گئی ہے اس لئے اختلاف کی صورت میں مجموعہ ہذا قابلِ ترجیح ہے۔ والسلام

خاکسار

ملک صلاح الدین۔ دار المسیح قادیان

بتاریخ ۱۰/ صلح ۱۳۳۳ ہش مطابق ۱۰/ جنوری ۱۹۵۴ء

حضرت نواب محمد علی خانصاحب رضؓ کے نام

تعارفی نوٹ

ذیل کے خطوط حضرت نواب محمد علی خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس مالیر کوٹلہ کے نام ہیں۔ آپ کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام میں آٹھویں نمبر پر کیا ہے اور تفصیل سے حالات درج کر کے آپ کے اخلاص کی تعریف کی ہے۔ آپکی بیعت ۱۹ر نومبر ۱۸۹۰ء کی ہے۔ آپ ان خوش قسمت صحابہ کرام میں سے ہیں کہ جن کا نام ۳۱۳ صحابہ میں نہ صرف ایک بار آئینہ کمالات اسلام میں آیا بلکہ دوسری بار ضمیمہ انجام آتھم میں بھی درج ہوا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ امتہ الحمید بیگم صاحبہ کو حضورؑ نے اپنی بیٹی بنایا بالآخر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سے عقد کر کے آپ کو اپنی فرزندی میں لیا۔ بعد میں آپ کے صاحبزادہ حضرت نواب محمد عبداللہ خاں صاحب بھی حضرت صاحبزادی امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ سے عقد ہونے پر حضورؑ کی فرزندی میں آگئے اسطرح یہ خاندان حضرت عثمانؓ ذوالنورین کا مماثل ہوگیا۔ نواب صاحب کی اولاد میں سے کئی صاحبزادیاں حضورؑ کے خاندان میں بیاہی جاکر "خواتین مبارکہ" میں شمار ہوچکی ہیں اور آپ کی اولاد میں سے کئی صاحبزادگان کی حضورؑ کے خاندان میں شادیاں ہوئی ہیں۔ آپ کی ایک صاحبزادی حضورؑ کے منجھلے بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے عقد میں آئیں۔ نواب صاحب دسمبر ۱۹۰۱ء میں ہجرت کر کے قادیان چلے آئے اور عرصۂ دراز تک سلسلہ کی مختلف رنگ میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو حضورؑ نے تحریر فرمایا کہ "میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کو

ان مخلصین میں سے سمجھتا ہوں جو صرف چھ سات آدمی ہیں۔" نیز یہ بھی تحریر فرمایا کہ "میں آپ سے ایسی محبت رکھتا ہوں جیسا کہ اپنے فرزند عزیز سے محبت ہوتی ہے اور دعا کرتا ہوں کہ اس جہان کے بعد بھی خدا تعالیٰ ہمیں دارالسلام میں آپ کی ملاقات کی خوشی دکھاوے" آپ کو اللہ تعالیٰ نے "حجۃ اللہ" کے لقب سے نوازا۔ آپ ۱۰ فروری ۱۹۴۵ء کو فوت ہوئے اور اب بہشتی مقبرہ میں آرام فرماتے ہیں۔

آپ کے نام حضورؑ کے باسٹھ خطوط حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم میں اور ایک جلد پنجم نمبر پنجم میں شائع فرمائے تھے اس لئے یہاں ۶۴ سے نمبر شروع کیا گیا ہے $\frac{1}{64}$ وغیرہ میں اوپر کے نمبر کتاب ہذا کے ترتیبی نمبر اور نچلے نمبر مکتوب الیہ کے نام کے ترتیبی نمبر کو ظاہر کرتے ہیں۔ میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بنت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے ازراہِ کرم مجھے ان مکتوبات کے بلاک اور چربے بنوانے کا موقعہ عنایت فرمایا اور بعض کی نقول دکھائیں۔ جزاھا اللہ احسن الجزاء۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

۱/۶۴

مُحبّی اخویم نواب صاحب سلّمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کل عنایت نامہ پہنچ کر اس کے پڑھنے سے جس قدر دل کو صدمہ پہنچا اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن پھر خدا تعالیٰ کی یہ آیت یاد آئی کہ لَا تَيْئَسُوا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَيْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ یعنی خدا کی رحمت سے نومید مت ہو کہ نومید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہوتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ دن تمام دنیا کے لئے ابتلاء کے ہیں۔ آسمان پر بارش کا نشان نہیں اس لئے زمینداروں کی حالت زوال کے قریب ہو رہی ہے اور ایک ایسے رئیس جن کی تمام جمعیت زمینداری آمدنی پر موقوف ہے وہ بھی سخت خطرہ میں ہیں لیکن پھر بھی یہ فقرہ بہت مضبوط ہے خدا داری چہ غم داری۔ ہمت مردانہ رکھنا چاہیئے۔ بڑے بڑے بادشاہ ہیں جو اسلامی بادشاہ ہوئے ہیں کبھی سخت سرگردانی میں پڑے اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے دوسری حالت پہلی سے اچھی ہو گئی۔ میں آپ کے لئے انشاء اللہ القدیر اس قدر دعا کرنا چاہتا ہوں جب تک صریح اور صاف لفظوں میں خوشخبری پاؤں۔ آپ تسلی رکھیں اور میرے نزدیک آپ کو قادیان میں آنے سے کوئی بھی روک نہیں ہرگز مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ آپ کمشنر صاحب کو پوچھیں اور اُن سے اجازت چاہیں۔ اس میں خود شک پیدا ہوتا ہے۔ بعض حکام شکی مزاج ہوتے ہیں پوچھنے سے خواہ مخواہ شک میں پڑتے ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے حکام کو ہماری ۔۔۔۔[1] کوئی خطرناک بدظنی نہیں بلکہ ہماری جماعت کے ملازمین کو برابر ترقیاں مل رہی ہیں۔ ان کی کارروائیوں پر حکام خوشی ظاہر کرتے ہیں۔ سو یہ ایک وہم ہوگا اگر ایسا خیال کیا جاوے کہ حکام بدظن ہیں۔ اس لئے بلاتامل تشریف لے آویں میرے نزدیک کچھ مضائقہ نہیں۔ ہم سچے دل سے گورنمنٹ کے خیر خواہ ہیں۔

زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ   ۱۳ فروری ۱۸۹۲ء

[1] اس جگہ ورق مکتوب اُڑا ہوا ہے کچھ حصہ جو نظر آتا ہے اس سے یہاں لفظ "طرف" یا "ظرف" سے معلوم ہوتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

۲/۶۵

۲۵ مارچ ۱۸۹۳ء

عزیزی محبی اخویم نواب محمد علی خان صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کے دو عنایت نامے پہنچے یہ عاجز بباعث شدت کم فرصتی و علالت طبع جواب نہیں لکھ سکا اور نیز یہ بھی انتظار رہا کہ کوئی بشارت کھلے کھلے طور پر پا لینے سے خط لکھوں چنانچہ اب تک آپ کے لئے جہاں تک انسانی کوشش سے ہو سکتا ہے توجہ کی گئی اور بہت سا حصہ وقت کا اسی کام کے لئے لگایا سو ان درمیانی امور کے بارے میں اخویم مرزا خدا بخش صاحب اطلاع دیتے رہے ہوں گے۔ اور آخر بار بار کی توجہ کے بعد الہام ہوا وہ یہ تھا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔ قُل قُومُوا لِلّٰہِ قَانِتِیْن یعنی اللہ جل شانہٗ ہر یک چیز پر قادر ہے کوئی بات اس کے آگے ان ہونی نہیں انھیں کہدو . . . . جائیں اور یہ الہام ابھی ہوا ہے

اس الہام میں جو میرے دل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے فعلی طور پر ڈالے گئے وہ یہی ہیں کہ ارادۂ الٰہی آپ کی خیر اور بہتری کے لئے مقدر ہے لیکن وہ اس بات سے وابستہ ہے کہ آپ اسلامی صلاحیت اور التزام صوم و صلوٰۃ و تقویٰ و طہارت میں ترقی کریں۔ بلکہ ان شرائط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امر مخفی نہایت ہی بابرکت امر ہے جس کے لئے یہ شرائط رکھے گئے ہیں۔ مجھے تو اس بات کے معلوم کرنے سے بہت خوشی ہوئی ہے کیونکہ اس میں آپ کی کامیابی کے لئے کچھ نیم رضا بھی جاتی ہے اور یہ امر تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ اس قسم کے الہامات اس شخص کے حق میں ہوتے ہیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ ارادہ خیر فرماتا ہے۔ اس عالم سفلی میں اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی کسی معزز عہدہ کا خواہاں ہو . . . . وقت اس کو اس طور دے کہ تم امتحان دو ہم تمہارا کام کر دیں گے۔ سو خدا تعالیٰ آپ میں اور آپ کے دوسرے اقارب میں ایک صریح امتیاز دیکھنا چاہتا ہے اور چونکہ آپ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ نیک کاموں کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے اس لئے یہی امید کی جاتی ہے کہ آپ اپنے مولیٰ کریم کو خوش کریں گے۔ میں نے مرزا خدا بخش صاحب کو رمضان کے

دنوں تک اس لئے ٹھہرالیا ہے کہ تا پھر بھی ان مبارک دنوں میں وقتاً فوقتاً آپ کے لئے
دعائیں کی جائیں۔ مجھے ایسا الہام کسی امر کی نسبت ہو تو میں ہمیشہ سمجھتا ہوں کہ وہ ہونے
والا ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ طاقت سے زیادہ کسی پر بار نہیں ڈالتا بلکہ رحم کے طور پر تخفیف
کرتا ہے اور ہنوز انسان پورے طور پر اپنے تئیں درست نہیں کرتا کہ اس کی رحمت سبقت
کر جاتی ہے گویا نیک بندوں کے لئے یہ بھی ایک امتحان ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ جل شانہٗ
بے نیاز ہے نہ کسی کی اس کو حاجت ہے اور نہ کسی کی بہتری کی اس کو ضرورت ہے اسلئے
جب .... فرماتا ہے کہ کسی بندہ پر فیضان نعمت کرے تو ایسے وسائل پیدا کر دیتا ہے
جس کی رُو سے اس نعمت کے پانے کے لئے اس بندہ میں استحقاق پیدا ہو جائے تب
وہ بندہ خدا تعالیٰ کی نظر میں جو ہر قابل ٹھہر کر مورد رحم بننے کیلئے لیاقت پیدا کر لیتا ہے
سو اس خیال سے بے دل نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم کیونکر باوجود اپنی کمزوریوں کے ایسے
اعلیٰ درجہ کے اعمالِ صالحہ بجا لا سکتے ہیں جن سے خدا تعالیٰ کو راضی کر سکیں اور ہرگز خیال
نہیں کرنا چاہیئے کہ ایسی شرط تعلیق بالمحال ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو جن کیلئے
خیر کا ارادہ فرماتا ہے آپ توفیق دے دیتا ہے۔ مثل مشہور ہے ہمتِ مرداں مددِ خدا
سو نیک کاموں کے لئے بدل و جان جہاں تک طاقت ہے متوجہ ہونا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ
کو ہر ایک چیز اور ہر ایک حال اور ہر ایک شخص پر مقدم رکھ کر نماز باجماعت پڑھنی چاہیئے
کہ قرآن کریم میں بھی جماعت کی تاکید ہے۔ اگر بالانفراد نماز پڑھنا کافی ہوتا تو اللہ
جلّ شانہٗ یہ دعا نہ سکھلاتا کہ اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیم بلکہ یہ سکھاتا اِھدِنِی
الصِّرَاطَ المُستَقِیم اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ کُونُوا مَعَ الصَّادِقِینَ ...... مع
الرَّاکِعِینَ اور وَاعتَصِمُوا بِحَبلِ اللہِ جَمِیعاً ان تمام آیات میں جماعت ....
سو اللہ جلّ شانہٗ کے احکام میں کسی سے مشورہ نہیں کرنا چاہیئے۔ تقویٰ کے یہ معنی ہیں
کہ اس ...... قائم ہو جائے کہ پھر اس کے مقابل [illegible] ناموس یا ہتک یا عار یا
خوفِ خلق یا کسی کے لعن و طعن کی کچھ حقیقت نہ رکھے۔ ایمان تقویٰ کے ساتھ زندہ ہوتا ہے
اور جو شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے شخص یا کسی دوسری چیز کو یا کسی دوسرے

خیال کو کچھ حقیقت سمجھتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے وہ تقویٰ کے شعار سے بالکل بے بہرہ ہوتا ہے۔ ہمارے لئے کامل خدا بس ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمدؐ

نوٹ از مرتب:۔ مجھے اسکی نقل دیکھنے کا موقعہ ملا ہے جس پر مرقوم ہے کہ اصل مکتوب جس جس جگہ دریدہ ہے وہاں نقطے ڈالدے گئے ہیں۔ اس الہام کو خاکسار ہی کو پہلی بار شائع کرنے کی توفیق ملی ہے اس سے قبل لٹریچر میں موجود نہ تھا فالحمد للہ ۔۔ الہام کے بعد جو حصہ مکتوب کا دریدہ ہے وہ الہام کے ترجمہ کا ہی حصہ معلوم ہوتا ہے۔

۳۴/۶۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عزیزی محبی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ اسوقت صرف ایک اشتہار دو ہزار روپیہ جو شائع کیا گیا ہے آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور دوسرے امور میں پھر کبھی انشاءاللہ القدیر مفصل خط لکھوں گا۔ حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن نے تار کے ذریعہ سے مجھ کو خبر دی کہ میں مخالف کی درخواست پر ایک ہزار روپیہ بلا توقف دیدوں گا اور امید ہے کہ وہ دو ہزار روپیہ بھی قبول کر لیں گے۔ ورنہ یقین ہے کہ ایک ہزار روپیہ مولوی حکیم نور الدین صاحب دیدیں گے چنانچہ اس بارے میں مولوی صاحب کا خط بھی آگیا ہے۔ غرض بہرحال دو ہزار روپیہ کا ایسا بندوبست ہو گیا ہے کہ بمجرد درخواست آتھم صاحب بلا توقف دیا جائے گا۔ چونکہ پیشگوئی کے دو پہلو تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے پر اپنے صریح الہام سے ظاہر کر دیا ہے کہ آتھم نے خوف کے ایام میں اسلام کی طرف رجوع کیا۔ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ اب وہ اپنے رجوع پر قائم نہیں کیونکہ دونوں فریق کی کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ عادۃ اللہ اسی طرح پر واقع ہے کہ جب کوئی خوف کے وقت میں اپنی دل میں حق کو قبول کرے یا حق کے رعب سے خوفناک ہو جائے تو اُس سے عذاب ٹل جاتا ہے گو وہ فرعون کی طرح خوف دور ہونے کے بعد پھر سرکشی ظاہر کرے۔ غرض

خوف کے دنوں میں حق کی طرف رجوع کرنا مانع نزولِ عذاب ہے خدا تعالیٰ کئی جگہ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ہم نے فلاں فلاں قوم کا عذاب جو مقرر ہو چکا تھا ان کے خائف اور رجوع بحق ہونے کی وجہ سے ٹال دیا حالانکہ ہم جانتے تھے کہ پھر وہ امن پاکر کفر اور سرکشی کی طرف عود کریں گے۔ پھر جبکہ یہ امر ایک مسلّم فریقین اور قطع نظر تسلیم فریقین کے شرط میں داخل ہے تو ایک منصف کے نزدیک اس کا تصفیہ ہونا چاہیئے اور جبکہ صورت تصفیہ بجز آتھم صاحب کی قسم اور آسمانی فیصلہ کے اور کوئی نہیں تو اس طریق سے گریز کرنا حق سے گریز ہے۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ ۲۲ / اگست ۹۴ء

نوٹ از مرتب:۔ دو ہزار انعام والے اشتہار کی تاریخ ۲۰ / ستمبر ۹۴ء تھی بلکہ آتھم والی پیشگوئی کی میعاد ہی ۴ / ستمبر کو ختم ہوتی تھی اس لئے یہ مکتوب ۲۲ / ستمبر ۹۴ء کا ہے گو سہواً اس پر ۲۲ / اگست کی تاریخ درج ہوئی ہے۔

۴ / ۶۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب محمد علی خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آں محبّ کا محبت نامہ پہونچا جو کچھ آپ نے اپنی محبت اور اخلاص کے جوش سے لکھا ہے درحقیقت مجھ کو یہی امید تھی اور میرے ظاہری الفاظ صرف اس غرض سے تھے کہ تا میں لوگوں پر یہ ثبوت پیش کروں کہ آں محبّ اپنے دلی خلوص کی وجہ سے نہایت استقامت پر ہیں۔ سو الحمد للہ کہ میں نے آپ کو ایسا ہی پایا۔ میں آپ سے ایسی محبت رکھتا ہوں جیسا کہ اپنے فرزند عزیز سے محبت ہوتی ہے اور دعا کرتا ہوں کہ اس جہان کے بعد بھی خدا تعالیٰ ہمیں دار السّلام میں آپ کی ملاقات کی خوشی دکھاوے اور جو ابتلا پیش آیا تھا وہ حقیقت میں بشری طاقتوں کو اگر وہ سمجھنے سے قاصر ہوں معذور رکھتا ہے۔ حدیبیہ کے قصہ میں ابن کثیر نے لکھا ہے کہ صحابہ کو ایسا ابتلا پیش آیا کہ

کادوا اُن یھلکوا یعنی قریب تھا کہ اُس ابتلاء سے ہلاک ہو جائیں۔ یہی ہلاک کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے آپ نے استعمال کیا تھا۔ گویا اس بیقراری کے وقت میں حدیث کے لفظ سے توارد ہو گیا ہے بشری کمزوری ہے جو عمر فاروقؓ جیسے قوی الایمان کو بھی حدیبیہ کے ابتلا میں پیش آگئی تھی یہاں تک کہ اُنہوں نے کہا کہ عملت لذالک اعمالاً یعنی یہ کلمہ شک کا جو میرے منہ سے نکلا تو میں نے اس قصور کا تدارک صدقہ خیرات اور عبادت اور دیگر اعمال صالحہ سے کیا۔ مولوی محمد احسن صاحب ایک جامع رسالہ بنانے کے فکر میں ہیں شاید جلد شائع ہوا اور مولوی صاحب یعنی مولوی حکیم نوردین صاحب آپ تائب نہیں آپ سے محبت رکھتے ہیں۔ شاید مولوی صاحب کو بشریت سے یہ افسوس ہوا ہوگا کہ آپ اول درجہ کے اور خاص جماعت میں سے تھے۔ آپ کے نزدیک یہ خیال تک آنا نہیں چاہیئے تھا کیونکہ ہمارے غائبانہ نگاہ[1] میں آپ اوّل درجہ کے محبوں اور مخلصوں میں سے ہیں۔ جن کی روز بروز ترقیات کی اُمید ہے۔ اور مولوی صاحب اپنے گھر کی بیماریوں کی وجہ سے بڑے ابتلا میں رہے ہیں اور ان کے گھر کے لوگ مر مر کے بچے ہیں اس لئے وہ زیادہ خط و کتابت نہیں کر سکے اور اب وہ شاید ہیں روز سے سندھ کے ملک میں ہیں اور پھر غالباً بھاولپور میں جائیں گے اور اخویم مولوی سید محمد احسن صاحب شاید ہفتہ عشرہ تک یہاں پر تشریف رکھتے ہیں اور اس عاجز کا نیک ظن اور دلی محبت آپ سے وہی ہے جو تھی اور امید رکھتا ہوں کہ دن بدن ترقی ہو۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مؤلف:۔ آتھم کے متعلق پیشگوئی کی میعاد ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو ختم ہوئی۔ اس پیشگوئی پر حضرت نواب صاحب کو ابتلا آیا اور حضورؑ کی خدمت میں ۷ ستمبر کو ایک خط لکھا جس کا جواب حضورؑ نے جو تحریر فرمایا حضرت عرفانی صاحب کے شائع کردہ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم میں ساتویں نمبر پر ہے جسکے جواب میں نواب صاحب نے جو کچھ لکھا پھر اسکے جواب میں حضورؑ نے مکتوب ہذا تحریر فرمایا مکتوب نمبر ۲ میں ایک ہزار کی انعام

[1] یہ لفظ اصل مکتوب میں خاکسار سے پڑھا نہیں گیا اندازاً نگاہ سمجھا ہے۔

والے اشتہار کے چھپ جانے کا ذکر ہے اور ابھی انوار الاسلام کی صرف تصنیف ہوئی تھی طباعت نہ ہوئی تھی اور اشتہار دو ہزاری بھی ابھی معرض وجود میں نہ آیا تھا۔ سو مکتوب زیر بحث بھی اشتہار ایک ہزاری کے شائع ہونے کی تاریخ (۹ ستمبر ۹۴ئ) اور اشتہار انعام دو ہزاری کی تاریخ (۲۰ ستمبر ۹۴ئ) کے مابین عرصہ کا ہے۔

۵/۶۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مبلغ مارفہ ۲۵۰ مرسلہ آں محب عین وقت ضرورت مجھ کو پہنچ گئے جزاکم اللہ خیراً۔ باقی بفضلہ تعالیٰ سب خیریت ہے۔ ان دنوں میں جو شغل ہے ان امور میں سے ایک یہ ہے کہ یہ عاجز یورپ اور جاپان کے لئے ایک تالیف کر رہا ہے جس میں علاوہ اسلامی تعلیم کے قرآنی تعلیم اور انجیلی تعلیم کا مقابلہ کرکے دکھلایا جائے گا اور نیز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور حضرت مسیح علیہ السلام کے اخلاق کا مقابلہ ہوگا۔ دوسرے یہ امر ہے کہ منن الرحمٰن کسی قدر چھپ کر رہ گیا ہے اس کی تکمیل کے لئے بھی فکر کیا جاتا ہے اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ سب مقاصد انجام پذیر ہو جائیں گے کہ ہر ایک قدرت اسی کو ہے۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ ۱۲ مارچ ۹۶ئ

۶/۶۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بقیہ دو قطعہ نوٹ سو سو روپیہ آج کی ڈاک میں مجھ کو پہنچ گئے۔ جزاکم اللہ خیراً۔ پہلے اس سے بذریعہ ایک خط کے آپ کی خدمت میں

اطلاع دی گئی تھی کہ علاوہ حساب اس جگہ کے جو چند ہفتوں کا بابت قیمت اینٹ واجرت معماران واجب الادا ہے مبلغ اسّی روپیہ اور بابت لکڑی کے ہمارے ذمہ نکل آئے ہیں اگر بالفعل ایک سو روپیہ اور پہنچ جائے تو چند ہفتہ تک پھر اس کشاکش سے مخلصی رہے۔ یہ عمارت کا کام ہے ایسی ہی تکالیف ساتھ رکھتا ہے۔ میرا دل پہلے سے رُکتا تھا کہ اس کو شروع کروں مگر قضاء و قدر سے شروع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اب اس کو انجام دیوے دوسری منزل جو اصل مقصود تھی وہ بالفعل بباعث عدم سرمایہ ملتوی رہے گی آئندہ اللہ تعالیٰ جو چاہے ہو گا

کل[۱] آں محبّ کا خدمت گار پہنچا۔ سفیر نے خود آرزو کی تھی کہ میں مالیر کوٹلہ دیکھوں۔ مجھے اسکی حقیقت پر اطلاع نہیں کہ وہ کیوں پھرتا ہے اور اس شہر بشہر کے دورہ سے اُس کی غرض کیا ہے اور میں اُس کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتا۔ آپ پر لازم ہے کہ آپ قواعد ریاست سے اِدھر اُدھر نہ ہوں اور سرکاری ہدایت کے پابند رہیں۔ شاید اگر مسافروں کی طرح آ جائے تو قومیت کے لحاظ سے معمولی خاطرداری میں مضائقہ نہیں مگر جو ریاست کی طرف سے اعزاز ہوتا ہے وہ کسی صورت میں بغیر اجازت گورنمنٹ نہیں چاہیئے تا خواہ نخواہ اعتراض نہ ہو اور کوئی امتحان پیش نہ آوے۔ بلکہ قوانین کی رعایت سے معمولی اخلاق کا برتاؤ کچھ مضائقہ نہیں۔

کریماں مسافر بجاں پرورند ٭ کہ نام نکو شاں بعالم برند

میں اس شخص کے اصل حالات سے واقف نہیں کہ کس طبیعت اور چال چلن کا آدمی ہے۔ ظاہراً ایک دنیادار پولٹیکل مین ہے۔ روحانیت سے کچھ تعلق نہیں رکھتا واللہ اعلم بالصواب والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ ۱۱؍ مئی ۹۷ء

نوٹ از مرتب:- تاریخ یکم مئی ہے یا ۱۱؍ مئی حضورؑ بعض جگہ تاریخ کے ساتھ خط البشکل خط ڈالتے ہیں بعض جگہ نہیں اگر یہ خط سمجھا جائے تو ۱؍ مئی ہے ورنہ ۱۱- مئی۔ ۵- نومبر ۹۸ء کے مکتوب میں یہ خط حضورؑ نے نہیں کھینچا

[۱] اصل مکتوب میں نیا پیرا نہیں۔ چونکہ اگلا مضمون الگ ہے اسلئے یہاں نیا پیرا شروع کر دیا گیا ہے

مگر مارچ ۹۶ء کے مکتوب کی تاریخ کے ساتھ کھینچا ہے اس مکتوب سے یہ تو ظاہر ہے کہ حسین کامل سفیر ترکی کے قادیان آنے کے بعد کا ہے۔ اس کی آمد کی معین تاریخ معلوم ہونے سے اس مکتوب کی تاریخ کی صحت کا علم ہو سکتا ہے۔ حضور کے ایک اشتہار سے صرف اسقدر علم ہو سکا ہے کہ اس نے قادیان سے واپسی کے بعد شیعہ اخبار ناظم الہند لاہور بابت ۱۵ر مئی ۱۸۹۷ء میں حضور کی نسبت نامناسب باتیں شائع کی تھیں۔

۲ / ۲۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ مولوی صاحب کے پانچ لڑکے ہو کر فوت ہو گئے ہیں اب کوئی لڑکا نہیں۔ اب دوسری بیوی سے ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے اس صورت میں میں نے خود اس بات پر زور دیا کہ مولوی صاحب تیسری شادی کر لیں۔ چنانچہ برادری میں بھی تلاش در پیش ہے۔ مگر میاں نور محمد کھیر والے کے خط سے معلوم ہوا کہ ان کی ایک نا کتخدا لڑکی ہے اور وہ بھی قریشی ہیں اور مولوی صاحب بھی قریشی ہیں اس لئے مضائقہ معلوم نہیں ہوتا کہ اگر وہ لڑکی عقل اور شکل اور دوسرے لوازم زمانہ میں اچھی ہو تو وہیں مولوی صاحب کے لئے انتظام ہو جاوے۔ پس اس غرض سے آپ کو تکلیف دی جاتی ہے کہ آپ کوئی خاص عورت بھیجکر اُس لڑکی کے تمام حالات دریافت کرا دیں اور پھر مطلع فرماویں اور اگر وہ تجویز نہ ہوا اور کوٹلہ میں آپ کی نظر میں کسی شریف کے گھر میں یہ تعلق پیدا ہو سکے تو یہ بھی خوشی کی بات ہے کیونکہ اس صورت میں مولوی صاحب موصوف کو کوٹلہ سے ایک خاص تعلق ہو جاوے گا۔ مگر یہ کام جلدی کا ہے۔ اس میں اب توقف مناسب نہیں۔ آپ بہت جلد اس کام میں پوری توجہ کے ساتھ کارروائی فرما دیں والسلام۔

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۶ر جون ۱۸۹۷ء

نوٹ از مرتب :۔ مکتوب دو صفحات کا ہے۔ اس سے قبل اسی مضمون کا خط حضرت حکیم مولوی فضل الدین صاحب بھیروی نے حضور کے ارشاد سے تحریر کیا۔ معلوم ہوتا ہے اُنہوں نے حضور کی خدمت میں ملاحظہ کے لئے پیش کیا ہوگا تب حضور نے تاکید کی خاطر تفصیلاً مکتوب ہذا حکیم صاحب کے خط کی پشت پر نیز اگلے صفحہ پر تحریر فرمایا۔

۱۴۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سردار محمد علی خان صاحب رئیس کوٹلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عنایت نامہ معہ روپیہ کار پہنچا۔ میرے نزدیک چونکہ آپ کے تعلقات ریاست (ستے*) ہیں۔

پس کی مصالح کو جہ سے ایسے موقعہ پر آپ کا وہاں ہونا ضروری ہے لہذا اس جگہ آنا مناسب نہیں۔ چراغوں کا مساجد اور اپنے گھروں اور کوچوں اور نشست گاہوں میں روشن کرنا اور خیرات کرنا اور جلسہ میں شامل ہو کر شکر اور دعا کرنا یہ سب امور ایک محسن گورنمنٹ کے لئے جائز ہیں۔ مگر میں چونکہ اس جگہ اپنی جماعت کی طرف سے اس نئی جماعت کے حالات گورنمنٹ پر ظاہر کرنے کے لئے اس موقعہ پر کوشش کرنا چاہتا ہوں اس لئے بہتر ہوگا کہ آپ ایک نقل اُس جگہ کی اپنی کارروائی کی ضرور میرے پاس بھیجدیں تا اس جگہ سے جو تحریر بھیجی جائے گی موقعہ مناسب پر اُس کا تذکرہ ہو سکے۔ زیادہ خیریت ہے والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد

۱۶ جون ۱۸۹۷ء

نوٹ از مرتب :۔ مکتوب ہذا ملکہ وکٹوریہ کی جوبلی کے تعلق میں ہے۔ نواب صاحب کی تحریر مالیر کوٹلہ میں اس ساٹھ سالہ جوبلی کے (۲۰ جون ۱۸۹۷ء میں) منائے جانے کے متعلق حضور نے اشتہار جلسہ احباب میں شائع فرما دی تھی۔

* خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے

9/72 بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مجی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ پہلے آں محب کی خدمت میں دو سو روپیہ کے لئے بغرض بیباقی حساب معماران و مزدوران اور اینٹ وغیرہ کی نسبت لکھا گیا تھا۔ اب تک وہ روپیہ نہیں آیا اور روپیہ کی اشد ضرورت ہے اس لئے مکلف ہوں کہ براہ مہربانی (۲۰۰) دو سو روپیہ ارسال فرمادیں تا دیا جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر خرچ کے بعد بھی کسی قدر حصہ نیچے کے مکان کی عمارت سے ناتمام رہ جائے گا مگر امر مجبوری ہے پھر جس وقت صورت گنجائش ہوگی کام شروع کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ہر ایک امر اختیار میں ہے۔

اخویم مکرمی حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کے لئے مجھے ابھی تک آں محب کی طرف سے کچھ تحریر نہیں آئی۔ میں نے سنا ہے کہ مولوی صاحب کی نسبت انھیں کی برادری میں سے ایک پیغام اور آیا ہے اور ایک جگہ اور ہے۔ سو آپ کو یہ بھی تکلیف دی جاتی ہے کہ اگر وہ مقام جو آپ نے سوچا ہے قابل اطمینان نہ ہو یا قابل تعریف نہ ہو یا اس کا ہونا مشکل ہو تو آپ جلد اس سے مطلع فرمادیں تا دوسرے مقامات میں سلسلہ جنبانی کی جائے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد

۲۷ جون ۱۸۹۷ء

10/73 بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس سے پہلے دو خط آں محب کی خدمت میں بہ طلب مبلغ دو سو روپیہ بہ ضرورت مصارف عمارت لکھے گئے تھے اور انتظار تھا کہ وہ روپیہ دو چار روز تک آجائے گا لیکن ا[1]۔۔۔ ادائے قیمت اینٹ اور مزدوری معماروں نجاروں

[1] اس جگہ مکتوب دریدہ ہونے کی وجہ سے ایک لفظ اڑ گیا ہے اسکا حرف الف باقی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ لفظ "اب" یا "اسوقت" ہوگا۔

مزدوروں کے لئے اشد ضرورت پیش آگئی ہے۔ اسوقت چونکہ کوئی صورت روپیہ
کی نہیں ہو سکتی اس لئے مکلف ہوں کہ آں محب کی بہت مہربانی ہوگی کہ اس خط کے
دیکھنے کے ساتھ ہی مبلغ دو سو روپیہ جہاں تک جلد ممکن ہو ارسال فرما دیں تا اس تنگی اور
تقاضا سے نجات ہو۔ آئندہ عمارت بند کر دی جائیگی۔

آپ کا خط متعلق جلسہ جوبلی چھپ گیا ہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۷ جولائی ۹۷ء

۱۱/۴۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مجی عزیزی اخویم نواب محمد علی خانصاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ جو آپ نے تجویز میموریل انگریزی
کے بارے میں ارقام فرمائی تھی وہ انجام کو پہنچ گئی۔ اخویم مرزا خدابخش صاحب لاہور میں بارہ
دن رہ کر ایک میموریل انگریزی میں بارہ[1] صفحہ کا چھپوا لائے ہیں جو بفضلہ تعالیٰ نہایت موثر
اور عمدہ معلوم ہوتا ہے اور ایک اردو میں چھپ گیا ہے۔ اب انگریزی میموریل تقسیم ہونا
ہے اور ارادہ کیا گیا ہے کہ پنجاب کے تمام حکام انگریزی کو بھیجا جائے۔ میری طبیعت چند
روز سے بعارضہ زکام و نزلہ کھانسی بہت بیمار ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب اپنے کام
پر چلے گئے ہیں۔ میں آپ سے یہ اجازت مانگتا ہوں کہ آپ براہ مہربانی کم سے کم ایک
ماہ تک بعض متفرق کاموں کے لئے جو قادیان میں ہیں مرزا خدابخش صاحب کو اجازت دیں
تا وہ پہلے میموریل کو تقسیم کریں اور پھر بعد اس کے کتاب منن الرحمن کی طرف متوجہ ہوں
اگرچہ یہ کام اس قدر قلیل عرصہ میں ہونا ممکن نہیں لیکن جسقدر ہو جائے غنیمت ہے۔ گر یہ
ضروری امر ہوگا آں محب دکوم[2]
. . . .
اگر مرزا صاحب کو کہیں بھیجنا منظور ہو یا کوئی اور ضروری کام ہے تو بلا توقف آپکی خدمت
میں پہنچ جائیں گے۔ میری طبیعت آپکی سعادت اور رشد پر بہت خوش ہے اور امید رکھتا ہوں

[1] نقل مطابق اصل یعنی اوپر صرف ۱۲ کا ہندسہ اصل مکتوب میں مرقوم ہے۔
[2] مکتوب میں نقطہ وارد دائی کا لفظ کاسا زمعاف کی طرف سے ہے

اپنی تمام جماعت کے بھائیوں میں سے ایک اعلیٰ نمونہ ٹھہریں گے اس وقت میں بباعث
[illegible]ت و پریشانی طبع زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ والسلام

خاکسار
مرزا غلام احمد عفی عنہ
۱۲ مارچ ۱۸۹۸ء
(ب)

۱۲/۷۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی اخویم نواب صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کچھ مضائقہ نہیں آں محب مالیر کوٹلہ سے مضمون مکمل کرنے
[illegible] ارسال فرما دیں اگر دو ہفتہ تک تاخیر ہو جائے تو کیا حرج ہے اور علیحدہ پرچہ
[illegible] دیکھ لیا ہے نہایت عمدہ ہے بہتر ہے کہ اس کو اس مضمون کے ساتھ شامل کر دیا جائے
[illegible] مع الخیر علی الصباح تشریف لے جاویں اللہ تعالیٰ خیر و عافیت سے پہنچائے۔ آمین
[illegible]سلام

خاکسار
مرزا غلام احمد عفی عنہ
۴ جولائی ۹۸ء

نوٹ از مرتب۔ خاکسار کو یہ اصل مکتوب نہیں ملا۔ ایک نقل سے نقل کیا ہے

۱۳/۷۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی اخویم نواب صاحب سردار محمد علی خانصاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کی نئی شادی کے مبارک ہونے کے لئے میں نے بہت
[illegible]کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماوے۔ عارضہ جذام جو ان کے والد صاحب کو تھا یہ عارضہ
[illegible]ت سخت ہوتا ہے اور سخت اندیشہ کی جگہ۔ اس لئے برعایت ظاہر یہ بھی مناسب ہے کہ
[illegible]کی اصلاح کے لئے ہمیشہ توجہ رہے انشاء اللہ تعالیٰ میں ایک دوا تجویز کر دوں گا اس
[illegible] کو ہمیشہ استعمال کریں۔ عمر تک استعمال ہو انشاء اللہ اس سے بہت فائدہ ہوگا اور
[illegible]ریں اور تیز مصالح قرنفل وغیرہ اور کثرت شیرینی ہمیشہ پرہیز رکھیں اور آپ کی ہمیشہ

دعا کرتے رہیں۔ میں آج بیمار ہوں زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ مرزا خدابخش صاحب کا لڑکا ابھی تک خطرناک حالت میں ہے۔ ظاہراً زندگی کا خاتمہ معلوم ہوتا ہے جان کندن کی سی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ رحم فرماوے۔ میرے ہاتھ میں چوٹ آگئی ہے اور تپ بھی ہے۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد

۵ نومبر ۹۸ء

لہ اس تبلیغی مکتوب کی تاریخ ۵ نومبر ۹۸ء میں سہو ہے۔ اہلیہ اول کی وفات کے بعد حضرت نواب صاحبؓ نے مرحومہ کی بہن سے شادی کی تھی۔ مرحومہ ابھی زندہ تھیں کہ ۸ نومبر ۹۸ء کو حضورؑ نے ان سے حسن سلوک کی نواب صاحب کو تلقین فرمائی (مکتوب مندرجہ الحکم جلد ۷ ع۳۲) اور مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم میں مندرجہ مکتوبات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرحومہ کے بطن سے ایک بچہ کے تولد پر حضورؑ نے ۱۱ نومبر ۹۸ء کو مبارکباد کا خط تحریر فرمایا۔ (ع۱۹) گو ۸ نومبر ۹۸ء کو مرحومہ کی وفات پر بھی حضورؑ کا خط لکھا درج ہے (ع۲۵) لیکن یہ تاریخ درست درج نہیں ہوئی دراصل ۸ نومبر ۹۸ء ہے۔ ۲۱ نومبر ۹۸ء کو حضورؑ نے نواب صاحب کو جلد تر شادی کرنے کی تاکید فرمائی۔ (مکتوب ع۲۴) اس لئے یہ زیر بحث تبلیغی مکتوب ۲۵ نومبر ۹۸ء کا ہی ہو سکتا ہے (مرتب)

۱۴ / ۷۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۝

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اس سے پہلے جواب آں محب بھیجا گیا ہے جواب کا منتظر ہوں کیونکہ وقت بہت تھوڑا ہے مجھے آپ کے لئے ایک خاص توجہ خدا نے پیدا کر دی ہے۔ میں دعا میں مشغول ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تمام تردّدات سے محفوظ رکھ کر کامیاب فرماوے۔ آمین۔ اخویم مکرم مولوی سید محمد احسن صاحب قادیان میں تشریف رکھتے ہیں اور اپنے وطن سے بغیر بندوبست مصارف عیال کے ضرورتاً امرتسر میں آگئے تھے اور پھر قادیان

آئے۔ ان کی تمام عیالداری کے مصارف محض آپ کے اُس وظیفہ سے چل رہے ہیں جو
آپ نے تجویز فرما رکھا ہے۔ اگرچہ ایسے اُمور کو لکھتے لکھتے جب آپکی وہ مالی مشکلات یاد
آجاتی ہیں جن کے سخت حملہ نے آپ پر غلبہ کیا ہوا ہے تو گو کیسی ہی ضرورت اور ثواب کا
موقعہ ہو پھر بھی قلم یکدفعہ اضطراب میں پڑ جاتی ہے۔ لیکن بایں ہمہ جب میں دیکھتا ہوں کہ
میں آپ کے لئے حضرت احدیت میں ایک توجہ کے ساتھ مصروف ہوں اور میں ہرگز
امید نہیں رکھتا کہ یہ دعائیں خالی جائیں گی تب میں ان چھوٹے چھوٹے امور کی پرواہ نہیں
کرتا بلکہ اسی قسم کے خیال قبولیتِ دعا کے لئے راہ کو صاف کرنے والے ہیں یہ تجربہ شدہ
امر ہے کہ مشکلات کے وقت حتی الوسع اُن درماندوں کی مدد کرنا جو مشکلات میں گرفتار
ہیں دعاؤں کے قبول ہونے کا ذریعہ ہے۔ مولوی سید محمد احسن صاحب گذشتہ عمر تو
اپنے محنت بازو سے بسر کرتے رہے۔ اب کوئی بھی صورتِ معاش نہیں۔ درحقیقت
عیالداری بھی ایک مصیبت ہے۔ میں ان تردّدات میں خود صاحبِ تجربہ ہوں۔ میں دیکھتا
ہوں کہ ہر یک مشکل کے وقت جبکہ مہینہ ختم ہو جاتا ہے اور پھر نئے سرے ایک مہینے کیلئے
دو سَو روپیہ کے آرد خشکہ اور دوسرے اخراجات کا فکر ہوتا ہے جو معمولی طور پر النّاء
کے قریب قریب ماہوار ہوتے رہتے ہیں تو کئی دفعہ خیال آتا ہے کہ کیسے آرام میں وہ لوگ
ہیں جو اس فکر و غم سے آزاد ہیں اور پھر استغفار کرتا ہوں اور یقیناً جانتا ہوں کہ جو کچھ مالک
حقیقی نے تجویز فرمایا ہے عین صواب ہے۔ سو درحقیقت خانہ داری کے تفکرات جان کو
لیتے ہیں۔ لہٰذا مکلف ہوں کہ آپ پھر یہ ثواب حاصل کریں کہ جو کچھ وظیفہ آپ نے مولوی
صاحب موصوف کا مقرر فرما رکھا ہے اس میں سے مبلغ عشہ ان کے نام قادیان میں
بھیج دیں اور باقی اُن کے صاحبزادہ کے نام جس کا نام سید محمد اسمٰعیل ہے بمقام امروہہ
شاہ علی سرائے روانہ فرماویں۔ خدا تعالیٰ جزائے خیر دیگا اور میرے نام جو آں محب نے
تعزیہ بھیجا تھا وہ پہنچ گیا تھا۔ جزاکم اللہ خیراً۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۲/دسمبر ۱۹۰۰ء

۱۵ / ۷۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آج بوقت چار بجے صبح کو میں نے ایک خواب دیکھا۔ میں حیرت میں ہوں کہ اسکی کیا تعبیر ہے میں نے آپ کی بیگم صاحبہ عزیزہ سعیدہ امۃ الحمید بیگم کو خواب میں دیکھا کہ جیسے ایک اولیاء اللہ خدا سے تعلق رکھنے والی ہوتی ہیں اور ان کے ہاتھ میں دس روپیہ سفید اور صاف ہیں۔ یہ میرے دل میں گذرا ہے کہ دس روپیہ ہیں میں نے صرف دور سے دیکھے ہیں تب انہوں نے وہ دس روپیہ اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی طرف پھینکے ہیں اور ان روپیوں میں سے نور کی کرنیں نکلتی ہیں۔ جیسا کہ چاند کی شعاعیں ہوتی ہیں وہ نہایت تیز اور چمک دار کرنیں ہیں جو تاریکی کو روشن کرتی ہیں اور میں اُسوقت تعجب میں ہوں کہ روپیہ میں سے کس وجہ سے اس قدر نورانی کرنیں نکلتی ہیں اور خیال گزرتا ہے کہ ان نورانی کرنوں کا اصل موجب خود وہی ہیں۔ اس حیرت سے آنکھ کھل گئی۔ گھڑی بجی ہوئی تھی ٹھیک اندازہ نہیں ہو سکتا مگر غالباً چار بج گئے تھے اور پھر جلد نماز کا وقت ہوگیا۔ تعجب میں ہوں کہ اسکی تعبیر کیا ہے۔ شاید اسکی یہ تعبیر ہے کہ اُن کے لئے خدا تعالیٰ کے علم میں کوئی نہایت نیک حالت درپیش ہے اسلام میں عورتوں میں سے بھی صالح اور ولی ہوتی رہی ہیں جیسا کہ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا اور یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ شاید اسکی تعبیر ہو کہ زمانہ کے رنگ بدلنے سے آپ کو کوئی بڑا مرتبہ مل جائے اور آپ کی یہ بیگم صاحبہ اس مرتبہ میں شریک ہوں۔ آئندہ خدا تعالیٰ کو بہتر معلوم ہے۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مؤلف:۔ حضرت نواب صاحب نے اس مکتوب کو پڑھ کر ذیل کا عریضہ لکھا اسکے جواب میں جو مکتوب (۱۶/۷۹ کتاب ہذا) حضور نے تحریر فرمایا اس سے ان خطوط کی تاریخ کا اندازہ ہوتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سیدی و مولوی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ رات حضور کا والا نامہ پہنچا۔ خداوند تعالیٰ سے امید کہ حضور کی فیض صحبت اور دعاؤں سے ہم میں خاص تبدیلی پیدا ہوگی۔ خدا کرے کہ ہم حضور کے قدموں میں نیکی اور عبدگی سے بسر کریں اور ترقیات روحانی ہم کو حاصل ہوں

راقم محمد علی خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مجھے تو رات کے خواب سے کہ ایک قسم کا کشف تھا نہایت خوشی ہوئی کہ اندازہ سے باہر ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ کل سے میں نے ارادہ کیا ہے کہ آپ کی دعا کے ساتھ اُن کو بھی شریک کر دوں۔ شاید خدا تعالیٰ نے یہ نمونہ اس لئے دکھلایا ہے کہ میں ایک متعدد نفس کے لئے نماز میں دعا کر رہا ہوں۔ اصل میں دنیا اندھی ہے کسی شخص کی باطنی حالت کو معلوم نہیں کر سکتی۔ بلکہ دنیا تو دنیا خود انسان جب تک وہ دن نہ آوے اپنی حالت سے بے خبر رہتا ہے۔ ایک شہزادہ کا حال لکھا ہے کہ شراب پیتا اور سارنگی بجایا کرتا تھا۔ اتنے میں ایک بزرگ با خدا اس کوچہ میں سے گذرے اور قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی الم یأن للذین آمنوا أن تخشع قلوبهم لذکر الله یعنی کیا اب تک وقت نہیں آیا کہ مومنوں کے دل خدا کے لئے فروتنی کریں اور اُس سے ڈریں۔ پس جب آیت اُس شہزادہ نے سُنی فی الفور سارنگی کو توڑ دیا اور خدا کے خوف سے رونا شروع کیا اور کہا کہ وقتم رسید وقتم رسید اور کہتے ہیں کہ وہ آخر کار بڑے اولیاء سے ہوگیا۔ سو یہ کشف کچھ ایسی ہی خوشخبری سنا رہا ہے اس لئے کل میں نے ارادہ کیا کہ ہماری دو لڑکیاں ہیں مبارکہ اور امۃ النصیر۔ پس امۃ الحمید بیگم بھی اپنی لڑکی بنا لیں اور اس کے لئے نماز میں بہت دعائیں کریں تا ایک آسمانی رُوح خدا

اُس میں پھونک دے۔ وہ لڑکیاں تو ہماری کمسن ہیں "شاید ہم ان کو بڑی ہوتی دیکھیں یا عمر وفا
نہ کرے۔ مگر یہ لڑکی جوان ہے ممکن ہے کہ ہم باطنی توجہ سے اسکی ترقی بچشم خود دیکھ لیں۔ پس جبکہ
ان کو لڑکی بناتے ہیں تو پھر آپ کو چاہیئے کہ . . . .
ہماری لڑکی لاکے* ساتھ زیادہ ہمدردی اور محبت اور وسیع اخلاق سے پیش آویں۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مولف: مکتوب ہٰذا و مکتوب ۱۵/۶۸ کی تعیین تاریخ اس امر سے ہوتی ہے کہ
صاحبزادی امۃ النصیر صاحبہ کی ولادت ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء اور وفات چند ماہ
بعد کی ہے مکتوب سابق میں چار بجے کے بعد جلد صبح کی نماز کا وقت ہو جانے کا ذکر
ہے۔ یہ وقت اپریل مئی میں ہوتا ہے مکتوب ۱۵/۶۸ کے آخر پر حضور نے تاریخ درج
فرمائی ہے جو اب پوری طرح پڑھی نہیں جاتی ۱۲ مئی سنہ ۱۹۰۳ء پڑھا جاتا ہے

۱۷/۸۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں نے آپ کے اس خط پڑھنے کے وقت یہ محسوس کیا ہے
جس قدر امراض اور اعراض لاحق ہو گئے ہیں اکثر ان کی کثرت ہموم و غموم کا نتیجہ ہے۔ عجیب
دردناک آپ کا یہ خط ہے کہ جس سے دل پر لرزہ پڑتا ہے۔ لیکن جب میں خدا تعالیٰ کے کاموں
نظر کرتا ہوں تو اُس کی قدرتوں پر نظر کر کے دل امید سے بھر جاتا ہے۔ میں آپ کے لئے دعا
تو کرتا رہا ہوں۔ لیکن دعا کی حقیقت پر نظر کر کے جو اپنے اختیار میں نہیں ہے مجھے کہنا پڑتا ہے
اب تک میں نے دعا نہیں کی ہے۔ سو میں نے اس خلوت کے لئے ایک مسجد البیت بنائی ہے
میں امید رکھتا ہوں کہ اس مسجد البیت میں مجھے اُس خاص حالت کا موقع مل جائے گا کیونکہ
میرا یہ مکان کھلا مکان ہے جس میں ہر طرف سے نیچے عورتیں آتی رہتی ہیں اور خلوت میسر نہیں
آتی۔ سو اب میں آپکے لئے انشاء اللہ خاص طور پر دعا کروں گا۔ آپ غموں کے سلسلہ کو حوالہ

*خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے

کریں۔ مجھے بھی امراض دامن گیر ہیں تین[۳] اوپر کے حصہ میں اور دو[۲] نیچے کے حصہ میں۔ مگر
میں امید کی قوت سے جیتا ہوں۔ اگر امید نہ ہو تو ہم ایک دم میں مرجائیں۔ سو آپ تسلی
رکھیں۔ جسطرح کوئی اپنے عزیز بچوں کے لئے دعا کرتا ہے ایسا ہی آپ کے لئے کروں گا
خدا تعالیٰ آپکی عمر دراز کرے اور غموم ہموم کے گرداب سے نجات بخشے۔ آمین
کبھی کبھی چند قدم ہوا خوری بھی کرلیا کریں۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ (ب)

نوٹ ازمرتب :۔ البدر بابت ۲۰ مارچ ۱۹۰۳ء میں (صفحہ ۷۲) مرقوم ہے کہ
"بعد نماز جمعہ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء کو حضرت اقدس ؑ نے تجویز فرمایا کہ چونکہ بیت الفکر
میں اکثر مستورات وغیرہ اور بچے بھی آجاتے ہیں اور دعا کا موقعہ کم ملتا ہے اس لئے
ایک ایسا حجرہ اس کے ساتھ تعمیر کیا جاوے جس میں صرف ایک آدمی کے نشست
کی گنجائش ہو اور چارپائی بھی نہ بچھ سکے تا کہ اس میں کوئی اور نہ آسکے اس طرح
سے مجھے دعا کیلئے عمدہ وقت اور موقعہ مل سکے گا چنانچہ اسی وقت مغربی جانب جو
دریچہ ہے اسکے ساتھ حجرے کیلئے عمارت شروع ہوگئی ہے"

البدر بابت ۳ اپریل ۱۹۰۳ء میں (صفحہ ۸۳) مرقوم ہے کہ "۲۰ مارچ کے
البدر میں جس حجرہ دعائیہ کی ہم نے خبر دی ہے اس کا نام حضرت احمد مرسل یزدانی نے
مسجد البیت و بیت الدعا تجویز فرمایا ہے"

دارالمسیح ؑ کے ایک چوبارہ کا نام بیت العافیہ ہے جو اس کے برآمدہ کی
پیشانی پر مرقوم ہے۔ اس برآمدہ کی مغربی دیوار کے اندرونی طرف حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے یہ الفاظ سیاہی سے مرقوم ہیں :۔

"مسجد البیت

۴ جون ۱۹۰۷ء مطابق ۲۲ ربیع الثانی سنہ"

اسوقت سن ہجری ۱۳۲۵ تھا وہی مرقوم ہوگا لیکن اب پڑھا نہیں جا سکتا

نیز ربیع الثانی کی تاریخ ۲۲ اور ۲۳ دونوں پڑھی جاسکتی ہیں۔ جنتری کی رُو سے ۲۲ چاہیئے۔ اس سوال کا کہ دونوں میں سے کونسی مسجد البیت اس مکتوب میں مراد ہے یہ جواب ہے کہ خاکسار مرتب کے نزدیک وہ مسجد البیت مراد ہے جسے بیت الدعاء بھی کہتے ہیں۔ گو الحکم نے اپنے پرچہ ۲۱ مارچ ۱۹۰۳ء میں جہاں اسکی تکمیل کا ذکر کیا ہے اسے صرف بیت الدعاء لکھا ہے۔ غالباً اس کا یہ نام مسجد البیت نام پر غالب آکر زیادہ متعارف و شائع ہوگیا ہو۔ چنانچہ سوئے البدر کے مذکورہ بالا حوالہ کے اس کا نام مسجد البیت سلسلہ کے لٹریچر میں کہیں مذکور نہیں اور نہ ہی ان صحابہ کرام کو اس کا علم ہے جن کو دار المسیح میں حضور کے عصر سعادت میں قیام رکھنے کا موقعہ ملا نہ ہی حضور کے خاندان میں اس نام کا علم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپریل ۱۹۵۰ء میں حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانی اور حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کو اور مارچ ۱۹۵۰ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب دام فیضہم نے حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب کو خطوط لکھے ان میں بھی بیت الدعا کا نام ہی آتا ہے (ضمیمہ اصحاب احمد جلد اول صفحہ ۲۲ و مکتوبات اصحاب احمد جلد اول صفحہ ۵۰)۔ بیت الدعا بھی مسجد البیت ہے کیونکہ حضور نے اسے اسی نام سے اس مکتوب میں پکارا ہے۔ حدیث شریف میں جُعلت لِی الأرضُ مسجداً آتا ہے گویا کہ ہر جگہ نماز پڑھی جاسکتی ہے خواہ بغیر جماعت کے سو اور ایک مکفوف العین صحابیؓ کے متعلق ذکر آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں انہوں نے عرض کی کہ حضور میرے گھر کے کسی حصہ میں دعا فرمائیں تاکہ میں اس جگہ کو مسجد بنالوں سو اس کو مسجد البیت کہتے ہیں۔ بیت الدعاء خلوت میں دعائیں کرنے کے لئے بنائی گئی اس لئے اسے کھلا اور وسیع نہیں بنایا گیا ورنہ اگر وہ بھی باجماعت نماز ادا کرنے کیلئے استعمال میں لائی ہوتی تو کھلی بنائی جاتی ہے۔ لیکن بیت العافیۃ والی مسجد البیت کی غرض ہی یہ تھی کہ جب حضور علالت کے باعث مسجد میں نہ جاسکیں تو وہاں مستورات

اور بچوں کو ساتھ شامل کر کے با جماعت نماز ادا کر لیا کریں اس لئے اسکے واسطے کھلی نہ کہ تنگ جگہ تجویز کی گئی اور وہ کھلی جگہ یعنی برآمدہ ہے جو سارا یکساں کھلا ہے اور وہاں دعاؤں کے لئے خلوت اور یکسوئی کا کوئی موقعہ نہیں ۔

سو یہ اندرونی شہادت بہت وزنی ہے۔ حضورؑ نے اپنے مکتوب میں مسجد البیت کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ اس میں خلوت میسر آئے گی ورنہ باقی کا مکان کھلا ہے جس میں ہر طرف سے بچے اور عورتیں آتی رہتی ہیں اور خلوت میسر نہیں آتی اور یہ بات صرف بیت الدعا پر ہی صادق آتی ہے ۔ پس یہ مکتوب ۲۱ مارچ ۱۹۰۲ء کے قریب کا ہے ۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی سے ساری تفصیل بالا کا راقم نے ذکر کیا ہے ۔ آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں ۔

۱۸/۸۱ ۔ ۲۸ مئی ۱۹۰۲ء کو تعلیم الاسلام کالج کی افتتاحی کارروائی کے اختتام پر حضرت نواب صاحبؓ نے حضورؑ کی خدمت میں ذیل کا عریضہ تحریر کیا ۔ (مرتب)

سیدی و مولائی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ حضورؑ کی طبیعت نصیب اعداء علیل ہے اس لئے حضور تشریف نہیں لا سکتے ۔ گو کہ اس سے ایک گونہ افسوس ہوا مگر وہ کلمات جو مولانا موصوف نے نیابتاً فرمائے ان سے روح تازہ ہو گئی اور خداوند تعالیٰ کے فضل اور حضورؑ کی دعاؤں کے بھروسہ پر کارروائی شروع کی گئی ۔ جلسہ نہایت کامیابی سے تمام ہوا اور کالج کی رسم افتتاح ہو گئی ۔ اطلاعاً گذارش ہے خداوند تعالیٰ حضورؑ کو صحت عطا فرمائے ۔ حضور نے ..... دعا فرمائی ہو گی ۔ اب بھی استدعائے دعا ہے ۔

راقم محمد علی خاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جواباً حضورؑ نے تحریر فرمایا ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ رات سے مجھے دل کے مقام پر درد ہوتی تھی اس لئے

حاضر نہیں ہو سکا لیکن میں نے اسی حالت میں بیت الدعا میں نماز میں اس کام کے لئے بہت دعا کی۔ غالباً آپ کا وہ وقت اور میری دعاؤں کا وقت ایک ہی ہو گا۔ خدا تعالیٰ قبول فرماوے آمین۔ ثم آمین والسلام۔

خاکسار
مرزا غلام احمد عفی عنہ (الحکم پرچہ ۲۴ ۶/۲ ۰۲ء)

۱۹/۸۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کل کے خط کے جواب میں لکھتا ہوں کہ میں صرف چند روز کیلئے اہل وعیال کو ساتھ لے جاتا ہوں کیونکہ میں بیمار رہتا ہوں اور گھر میں بھی سلسلہ بیماری جاری ہے۔ بچے بھی بیمار ہو جاتے ہیں۔ بار بار مجھے خط پہنچتے ہیں۔ حیران ہو جاتا ہوں اور محض اس امید پر کہ آپ یہاں تشریف رکھیں گے اور مکرمی مولوی حکیم نور دین صاحب یہاں ہیں میں نے یہ ارادہ کیا ہے اور یقین ہے انشاء اللہ جلدی یہ فیصلہ ہو جائے گا اس لئے میرے نزدیک آپ کا اس جگہ ٹھہرنا مناسب ہے۔ آپ کے یہاں رہنے سے مکان میں برکت ہے امید ہے کہ آپ پسند نہیں فرمائیں گے کہ مکان ویران ہو جائے اور آنے والے مہمان خیال کریں گے کہ گویا سب لوگ اُجڑ گئے ہیں اور شماتت اعداء ہو گی ماسوا اس کے آپ اگر گورداسپور جائیں تو دو تین میل کے فاصلہ پر مجھ سے دور رہیں گے۔ ملاقات بھی تکلیف اٹھانے کے بعد ہو گی پھر علاوہ اس کے خواہ نخواہ چھ سات[1] سو روپیہ کرایوں وغیرہ پر آپ کا خرچ آجائے گا۔ پہلے ہی مصارف کا نتیجہ ظاہر ہے۔ اب اسقدر بوجھ اپنے سر پر ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ سفر صرف چند روز کا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ والسلام

خاکسار۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مؤلف:۔ یہ مکتوب ۶ جولائی تا ۱۳ اگست ۱۹۰۴ء کے درمیانی عرصہ کا ہے تفصیل اصحاب احمد جلد دوم حاشیہ صفحہ ۲۸۱-۲۸۲ پر مرقوم ہے۔

[1] نقل مطابق اصل۔ سات کے بعد صد کا لفظ چھوٹ گیا ہے جیسا کہ فارسی اعداد ظاہر کرتے ہیں۔

۲۰/۸۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ میں برابر آپکی ہر ایک کامیابی کیلئے
نماز میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ (کو) خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے
مشکلات سے نجات بخشے۔ آمین۔ گھر میں میری طرف سے اور والدہ محمود احمد کی طرف سے
السلام علیکم کہدیں۔ میں اُن کی شفا کے لئے بھی دعا کرتا رہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ شفا بخشے۔ آمین
دوسرے ضروری امر یہ ہے کہ ایک شہادت واقعہ کے لئے آپ کو گوردا اسپور میں
تکلیف دینے کے لئے ضرورت پڑی ہے۔ باوجودیکہ مجھ کو علم ہے کہ آپ کا لاہور سے
ایسے موقعہ پر نکلنا بہت مشکل ہے مگر تاہم یہ ضرورت اشد ضرورت ہے۔ بجز اس شہادت
کے معاملہ خطرناک ہے۔ شاید تار کے ذریعہ سے آپ کو خواجہ صاحب اطلاع دیں۔ باقی
سب خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۹ ستمبر ۱۹۰۴ء (پ)

۲۱/۸۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

۲۴ اکتوبر ۱۹۰۴ء

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ حال معلوم ہوا مجھ کو پہلے ان
مجبوریوں کا مفصل حال معلوم نہ تھا اب معلوم ہوا اس لئے میں اپنے خیال کو ترک کر دیا
خدا تعالیٰ جلد تر شفا بخشے آمین۔ میں نے ان دنوں میں آپ کے لئے بہت بہت دعا
کی ہے اور دعا کرنے کا ایسا موقعہ ملا کہ کم ایسا ملتا ہے۔ الحمد للہ۔ امید کہ جلد یا کسی
دیر سے ان دعاؤں کا ضرور اثر ظاہر ہو جائے گا دوسرے آپ کو یہ تکلیف دیتا ہوں
میں بروز پنجشنبہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۴ء سیالکوٹ کی طرف مع اہل و عیال جاؤں گا اور شاید

ایک ہفتہ تک وہاں رہوں اور شاید دو روز کے لئے کریانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں جاؤں اور
میرے ساتھ اہل وعیال اور چھوٹے بچے ہیں۔ آپ براہِ مہربانی ہفتہ عشرہ کے لئے مرزا خدابخش
صاحب کو میرے اس سفر میں ہمراہ کر دیں تا ایک حصہ حفاظت اور کام کا ان کے سپرد کیا جائے
امید ہے کہ دس دن تک بہرحال یہ سفر طے ہو جائے گا۔ اگر وہ قادیان آجائیں اور ساتھ
جائیں تو بہتر ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار
مرزا غلام احمد عفی عنہ

۲۲/۸۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ الحمد للہ اس جگہ سب طرح سے خیریت ہے۔ اللہ تعالیٰ
آپ کو تمام غموم و ہموم سے نجات بخشے آمین۔ میری طبیعت بہ نسبت سابق اچھی ہے۔ صرف کثرت
پیشاب اور دورانِ سر کی شکایت ہے اور بعض اوقات ضعفِ قلب ایسا ہو جاتا ہے کہ ہاتھ پیر
سرد ہو کر ایسے ہو جاتے ہیں کہ گویا ان میں ایک قطرہ خون نہیں اور زندگی خطرناک معلوم
ہوتی ہے۔ پھر کثرت سے دبانے سے وہ حالت جاتی رہتی ہے میں تو جانتا ہوں کہ ضرور
تھا کہ ایسا ہوتا تا وہ پیشگوئی پوری ہو جاتی کہ جو دو زرد چادروں کی نسبت بیان فرمائی
گئی ہے۔ دشمن ہر طرف جوش و خروش میں ہے۔ خدا تعالیٰ دوستوں کو وہ اعتقاد بخشے کہ جو
صحابہ رضی اللہ عنہم کو عطا کیا گیا تھا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں سے جن کے
دل صاف ہیں اور روح پاک ہیں اور ایمانی ترقی کی استعداد رکھتے ہیں خدا تعالیٰ ضرور
ان کو ایمانی ترقی بخشے گا اور جو لوگ نفسانی اغراض اور دنیا پرستی سے سخت ملوث اور
دنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہیں میں ہمیشہ انکی حالت سے ڈرتا ہوں کہ ٹھوکر نہ کھاویں اور
ایمان اور سعادت سے خارج نہ ہو جاویں لیکن میں اس بات کے لکھنے سے بہت ہی خوش ہوا
کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے آپ میں ہر ایک موقعہ پر دلی ہمدردی اور اخلاص کا نمونہ

پایا۔ پس یہ نشان اس بات کا ہے کہ گو آپ کو دنیا کے تردد کی وجہ سے ہزار ہا غم ہوں لیکن بہرحال آپ دین سے محبت رکھتے ہیں۔ یہی ایک ایسی چیز ہے جس سے آخر کار ہر ایک غم سے رہائی دی جاتی ہے۔ لیکن جہاں تک مجھ سے ممکن ہے آپ کے لئے دعا میں مشغول ہے[1]۔ اور میرا ایمان ہے کہ یہ دعائیں خالی نہیں جائیں گی۔ آخر ایک معجزہ کے طور پر ظہور میں آئیں گی اور میں انشاء اللہ دعا کرنے میں سست نہیں ہونگا جب تک اس قسم کا معجزہ نہ دیکھوں۔ پس آپ کو اپنے دل پر غم غالب نہیں کرنا چاہئیے۔ ہونے ہوتا ہے[2] جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ مصیبت اور ابتلا کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں ہر حملہ کہ داری بکنی نامردی۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آپ صبر کے ساتھ آخری دن کا انتظار کریں گے تو انجام کار میری دعاؤں کا نمایاں اثر ضرور دیکھ لیں گے۔ باقی سب خیریت ہے۔ میری طرف سے اور والدہ محمود کی طرف سے اپنے گھر میں السلام علیکم کہدیں اور بچوں کو پیار۔

راقم خاکسار
مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکرر یہ کہ اپیل خدا تعالیٰ کے فضل سے منظور ہو گیا ہے اور سات سو روپیہ جیسا کہ دستور ہے انشاء اللہ واپس مل جائیگا اس لئے میں نے کہدیا ہے کہ جب وہ روپیہ ملے تو وہ آپ کی خدمت میں بھیجدیا جائے کیونکہ مشکلات کے وقت میں آپ کو ہر طرح روپیہ کی ضرورت ہے۔ والسلام غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مولف:۔ اپیل بمقدمہ کرم الدین کا فیصلہ ۷ ر جنوری ۱۹۰۵ء کو لکھا گیا تھا۔ اس لئے اس کے بعد کا یہ مکتوب ہے۔

۲۳/۸۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

۱۴ر جنوری ۱۹۰۵ء

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ میں دعا میں مصروف ہوں خدا تعالیٰ جلد تر آپ کے لئے کوئی راہ کھولے دنیا کی مشکلات بھی خدا تعالیٰ کے امتحان ہوتے ہیں

[1] نقل مطابق اصل۔ مولف
[2] اصل مکتوب میں "ہوتا ہے" کے الفاظ ہیں۔ غالباً مراد ہو گی "ہونے والا ہوتا ہے"۔ "ہونے" کے بعد ایک لفظ کٹا ہوا بھی ہے

خداتعالیٰ آپ کو اس امتحان سے نجات دے۔ آمین۔ میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور نیز تجربہ بھی کہ آخر دعائیں قبول ہو کر کوئی مخلصی کی راہ پیدا کی جاتی ہے اور کثرت دعاؤں کے ساتھ آسمانوں پر ایک تعلقِ جدید اسباب کا ہوتا ہے یعنی بحکم ربی نئے اسباب پیدا کئے جاتے ہیں۔ خداتعالیٰ کا یہ وعدہ سچ ہے کہ ادعونی استجب لکم۔ جو انقلاب تدبیر سے نہیں ہو سکتا وہ دعا سے ہوتا ہے باایں ہمہ دعا کے ثمرات دیکھنے کے لئے صبر درکار ہے جیسا کہ حضرت یعقوب کی دعاؤں کا آخیر نتیجہ یہ ہوا کہ بارآں برس کے (بعد) خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے) یوسف زندہ نکل آیا۔ ایمان میں ایک عجیب برکت ہے جس سے مُردہ کام زندہ ہوتے ہیں۔ سو آپ نہایت مردانہ استقامت سے کشائش وقت کا انتظار کریں۔ اللہ تعالیٰ کریم و رحیم ہے اور میری طرف سے اور والدہ محمود کی طرف سے گھر میں السلام علیکم ضرور کہہ دیں۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۲۴/۸۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عزیزی محبی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت آپ کا پریشانی سے بھرا ہوا خط پڑھ کر میرے دل کو اس قدر قلق اور اضطراب کا صدمہ پہنچا جو میں بیان نہیں کر سکتا۔ مجھے بباعث طوقِ امراض و صدمات ضعفِ قلب ہے۔ کسی مخلص دوست کے غم سے بھری ہوئی بات کو سن کر اس قدر متاثر ہو جاتا ہوں کہ گویا وہ غم میرے بدن پر وارد ہو گیا۔ مجھے آپ کی غمخواری کے لئے بے اختیار ایک کشش اور کرب دِل میں پیدا ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ القدیر میں پوری توجہ سے آپ کے لئے دعا کروں گا۔ مگر اے عزیز آپ کو یاد رہے ہمارا آقا و مولیٰ ربّ السمٰوات والارض نہایت درجہ کا مہربان اور رحیم و کریم ہے کہ اپنے گنہگار بندوں کی پردہ پوشی کرتا ہے اور آخر وہی ہے جو اُن کے زخموں پر مرہم رکھتا ہے اور اُنکی بیقراری کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ کبھی کبھی وہ اپنے بندہ کی آزمائش بھی کرتا ہے لیکن آخر کار رحم کی چادر سے

تھامک لیتا ہے۔ اُس پر جہاں تک ممکن ہو توکل رکھو اور اپنے کام اُس کو سونپ دو۔ اُس سے
اپنی بہبودی چاہو۔ مگر دل میں اُسکی قضاء و قدر سے راضی رہو۔ چاہیئے کہ کوئی چیز اُس کی
رضا سے مقدم نہ ہو۔ میں آپ کے لئے بہت دعا کرتا ہوں اور کروں گا اور اگر مجھے معلوم
ہوا تو آپ کو اطلاع دوں گا۔ آپ درویشانہ سیرت سے ہریک نماز کے بعد گیارہ دفعہ
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھیں اور رات کو سونے کے وقت معمولی
نماز کے بعد کم سے کم اکتالیس دفعہ درود شریف پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھیں اور ہر ایک
سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ یہ دعا پڑھیں یا حیّ یا قیوم برحمتک استغیث۔ پھر نماز
پوری کر کے سلام پھیر دیں اور اپنے لئے دعا کریں اور مرزا خدابخش کو کہہ چھوڑیں کہ جلد جلد
مجھے اطلاع دیویں۔ دہلی میں آکر میری طبیعت بہت علیل ہو گئی ہے اسوقت خارش کی پھنسیاں
ایسی ہیں جیسے شاخ کو پھل لگا ہوا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے بخار بھی رہا ریزش بھی بشدت
ہو گئی طبیعت ضعیف اور کمزور ہے لیکن میں نے نہایت قلق کی وجہ سے نہ چاہا کہ آپ کے
خط کو تاخیر میں ڈالوں۔ خدا تعالیٰ آپ کے غم و درد دور کرے اور اپنی مرضات کی توفیق بخشے
آمین ثم آمین والسلام

خاکسار
غلام احمد از دہلی کوٹھی نواب لوہارو غلام احمد[1]
۲۴ اکتوبر ۹۱ء

۲۵/۸۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا چونکہ آپ کے ترددات
اور غم اور ہم انتہا تک پہنچ گیا ہے اس لئے بموجب مثل مشہور کہ ہر کمالے را زوالے امید
کی جاتی ہے کہ اب کوئی صورت مخلصی کی اللہ تعالیٰ پیدا کر دیگا اور اگر وہ دعا جو گویا موت
کا حکم رکھتی ہے اپنے اختیار میں ہوتی ۔۔ تو میں اپنے پر آپ کی راحت کے لئے سخت
تکالیف اٹھا لیتا لیکن افسوس کہ جب سے کہ انسان پیدا ہوا ہے ایسی دعا خدا تعالے

[1] نام دوبارہ درج ہے (مرتب)

نے کسی کے ہاتھ میں (نہیں خط وط وحدانی والا الفاظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے) رکھی - بلکہ جبکہ وقت آجاتا ہے تو آسمان سے وہ حالت دل پر اُترتی ہے - میں کوشش میں ہوں اور دعا میں ہوں کہ وہ حالت آپ کے لئے پیدا ہو اور امید رکھتا ہوں کہ کسی وقت وہ حالت پیدا ہو جائیگی اور میں نے آپ کی سبکدوشی کے لئے کئی دعائیں کی ہیں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ خالی نہ جائیں گی - جس قدر آپ کے لئے حصہ تکالیف اور تلخیوں کا مقدر ہے اُس کا چکھنا ضروری ہے بعد اس کے یکدفعہ آپ دیکھیں گے کہ نہ وہ مشکلات ہیں اور نہ وہ دل کی حالت ہے - اعمال صالحہ جو شرط دخول جنت ہیں دو قسم کے ہیں اوّل وہ تکلیفات شرعیہ جو شریعت نبویہ میں بیان فرمائی گئی ہیں اور اگر کوئی ان کے ادا کرنے میں قاصر رہے یا بعض احکام کی بجا آوری میں قصور ہو جائے اور وہ نجات پانے کے پورے نمبر نہ لے سکے تو عنایت الٰہیہ نے ایک دوسری قسم بطور تتمہ اور تکملہ شریعت کے اُس کے لئے مقرر کر دی ہے اور وہ یہ کہ اُس پر کسی قدر مصائب ڈالی جاتی ہیں اور اُسکو مشکلات میں پھنسایا جاتا ہے اور اس قدر کامیابی کے دروازے اُسکی نگہ میں ہیں سب کے سب بند کر دئے جاتے ہیں - تب وہ تڑپتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ شاید میری زندگی کا یہ آخری وقت ہے اور صرف اسی قدر نہیں بلکہ اور مکروہات بھی اور کئی جسمانی عوارض بھی اُسکی جان کو تحلیل کرتے ہیں - تب خدا کے کرم اور فضل اور عنایت کا وقت آجاتا ہے اور دردانگیز دعائیں اُس قفل کے لئے بطور کنجی کے ہو جاتی ہیں - معرفت زیادہ کرنے اور نجات دینے کے لئے یہ خدائی کام ہیں - مدت ہوئی ایک شخص کے لئے مجھے انہی صفات الٰہیہ کے متعلق یہ الہام ہوا تھا

قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے - بنا بنایا توڑ دے کوئی اُس کا بھید نہ پاوے

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب قیامت کے دن اہل مصائب کو بڑے بڑے اجر ملیں گے تو جن لوگوں نے دنیا میں کوئی مصیبت نہیں دیکھی وہ کہیں گے کہ کاش ہمارا تمام جسم دنیا میں قینچیوں سے کاٹا جاتا تا آج ہمیں بھی اجر ملتا - والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مرتب:- جیسا کہ دیگر متعدد خطوط سے ظاہر ہے ریاستی حقوق کے بارہ میں ابتلا اواخر ۱۹۰۴ء میں شروع ہوا۔ ۱۳۔ نومبر ۱۹۰۶ء کو اسبارہ میں حضور کو الہام ہوا "آسے یوسف! اپنا رُخ اس طرف پھیر لے۔" اور ۱۶ فروری ۱۹۰۸ء کے حضرت نواب صاحب کے مرقومہ خط سے معلوم ہوتا ہے کہ چند دن قبل اسبارہ میں انکو اور ان کے بھائیوں کو کامیابی ہوئی تھی۔ حضور کے مکتوب ہذا کی اندرونی شہادت واضح ہے کہ اسکی تحریر تک ۱۳ نومبر ۱۹۰۶ء والا الہام نہ ہوا تھا ورنہ دیگر نصائح کے ساتھ حضورؑ تسلی کی خاطر اس امر کا اشارۃً ہی ذکر فرما دیتے بلکہ اس الہام کے ہو جانے کے بعد طبعاً حضرت نواب صاحبؓ کا کرب و قلق کم ہو جاتا۔ سو جب ۱۳ نومبر ۱۹۰۶ء کی تاریخ ہی ابھی نہیں آئی تھی تو دو دن بعد (۱۵ نومبر) کے الہام "قادر ہے وہ بارگاہ" الخ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ظاہر ہے کہ ۱۵ نومبر ۱۹۰۶ء والا الہام یہاں مراد نہیں۔ اس پر مزید اندرونی شہادت بھی ہیں ایک تو یہ کہ "قادر ہے" والے الہام کے متعلق حضورؑ تحریر فرماتے ہیں کہ مدت قبل کا ہے۔ جو یہاں صادق نہیں آتی۔ دوسرے اسے ایک معین شخص کے لئے قرار دیتے ہیں جبکہ اس اور دیگر الہامات کے ساتھ مرقوم ہے "اصل میں یہ ہر سہ الہام پیشگوئیاں ہیں خواہ ایک شخص کیلئے ہوں اور خواہ تین جدا شخصوں کے حق میں ہوں" (بدر جلد ۲ نمبر ۴۷ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳۹) تیسرے ۰۶/۱۱/۱۵ والے الہام کی عبارت یہ ہے:-

"قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بنا دے" اور مکتوب زیر بحث میں "جو" کا لفظ موجود نہیں۔ ان شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ ان دونوں الہاموں میں سے مدت قبل یعنی ۲۱ دسمبر ۱۸۹۸ء کا الہام مراد ہے جو معین طور پہ حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحبؓ مدراس کے لئے ہوا تھا اور اس میں "جو" کا لفظ بھی موجود نہیں سو یہ مکتوب زیر بحث اواخر ۱۹۰۴ء سے ۱۳ نومبر ۱۹۰۶ء تک کے عرصہ کا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ اس عرصہ کے آخری حصہ کا ہے جبکہ ریاست کے پولیٹیکل ایجنٹ

اور لفٹنٹ گورنر پنجاب کی طرف سے مایوسی ہوئی اور معاملہ وائسرائے تک پہونچایا گیا۔ چنانچہ وہاں کامیابی ہوئی۔ اس معاملہ کے متعلق مکتوب ۳۱/۹۴ کتاب ہذا ہے۔

۲۶/۸۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ تادم تحریر خط ظاہر طرح سے خیریت ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو مع اہل وعیال سلامت قادیان میں لاوے۔ آمین

آج میں میاں الٰہی بخش صاحب کو خود ملا تھا۔ وہ بہت مضطرب تھے کہ کسی طرح مجھ کو کوٹلہ میں پہنچایا جاوے اور کہتے تھے کہ کوٹلہ میں میری پنشن مقرر ہے۔ جولائی سے واجب الوصول ہوئی میں نے ان کے پیش اصرار پر تجویز کی تھی کہ ان کو ڈولی میں سوار کرکے اور ساتھ ایک آدمی کرکے پہنچایا جاوے۔ مگر پھر معلوم ہوا کہ ایسا سخت بیمار جس کی زندگی کا اعتبار نہیں وہ بموجب قانون ریل والوں کے ریل پر سوار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اسی وقت میں نے ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب کو ان کی طرف بھیجا ہے تا ملائمت سے ان کو سمجھا دیں کہ ایسی بے اعتبار حالت میں ریل پر وہ سوار نہیں ہو سکتے اور بالفعل دو روپیہ ان کو بھیج دیئے ہیں کہ اپنی ضروریات کے لئے خرچ کریں اور اگر میرے روبرو واقعہ وفات کا ان کو پیش آگیا تو میں انشاء اللہ القدیر اسی قبرستان میں ان کو دفن کراؤں گا۔

باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ بہتر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ضروری کام کے انجام کے بعد زیادہ دیر تک لاہور میں نہ ٹھہریں اور میری طرف سے اور میرے گھر کے لوگوں کی طرف سے آپ کے گھر میں السلام علیکم کہدیں۔ والسلام

راقم مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۶ء

نوٹ از مرتب:۔ میاں الٰہی بخش صاحب خلیفہ کہلاتے تھے۔ نعلبند تھے فوج میں ملازم رہ چکے تھے۔ حضرت نواب صاحب سے بطور اعانت ماہوار وظیفہ پاتے تھے وطن مالیر کوٹلہ تھا اسی سال ۹ اپریل ۱۹۰۶ء کو قادیان میں فوت ہو کر بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے اور

ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب موصوف ۹ / جون ۱۹۲۱ء کو۔ ڈاکٹر صاحب سکنہ گوریانی
تحصیل جھجر ضلع رہتک کا نام ۳۱۳ صحابہ مندرجہ ضمیمہ انجام آتھم میں ۶۸ نمبر پر ہے

۲۷
۹۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی نواب صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا خط مجھ کو ملا جو بہت غمناک دل کے ساتھ پڑھا گیا کل مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک الہام مندرجہ ذیل الفاظ میں یا کسی قدر تغیر لفظ سے ہوا تھا۔ کہ کئی آفتیں اور مصیبتیں ہم پر نازل ہو گئی ہیں۔ میں تمام دن اس الہام کے بعد غمگین رہا کہ یہ کیا بھید ہے آج خط پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ آپ کا پیغام خدا تعالیٰ نے پہنچایا تھا میں اس میں خاص توجہ سے دعا کروں گا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ یہ بلا ٹال دے گا۔ وہی احکم الحاکمین ہے اور ہر ایک امر اس کے اختیار میں ہے آپ اس میں بے صبری نہ کریں اور نہایت نرمی سے کام لیں، اصل حکم خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے یہ دنیا ایک عجیب مقام ہے کہ ایک دن ایک شخص ایک کے ہاتھ سے روتا ہے اور دوسرے دن وہی ظالم مصیبت میں گرفتار ہو کر رونا شروع کر دیتا ہے پس آپ بار بار یہ عذر پیش نہ کریں کہ جاگیر سے دست بردار رہتے ہیں بلکہ سب کچھ قبول کر لیں کیوں کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء ہے۔ ہاں قادیان میں رہنے کے بارے میں نرمی سے عذر کرنا چاہئے اور ہو سکتا ہے کہ آپ عذر کر دیں کہ مالیر کوٹلہ میں میری حالت صحت اچھی نہیں رہتی کیوں کہ صحت جیسا کہ صحت جسمانی ہے روحانی بھی ہے، اور روحانی صحت کے خیال سے کسی طرح آپ کے کوٹلہ کی سکونت مفید نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر تنگ کریں تو سکونت کو اس شرط سے قبول کریں کہ اس وقت تک رہوں گا جب تک اس جگہ کا قیام میری صحت کے مخالف نہ ہو یہ تو تمام ظاہری باتیں ہیں مگر میں امید رکھتا ہوں کہ میری دعا پر ضرور خدا تعالیٰ کوئی راہ آپ کیلئے نکال دے گا۔ بالفعل آپ کو قضاء و قدر الٰہی پر سر تسلیم خم کرنا چاہئے اور یہ نہ سمجھیں کہ انسان کی طرف سے یہ ایک ابتلاء ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک ابتلاء ہے۔

جیسا کہ فرماتا ہے ولنبلونکم بشیئٍ من الخوف والجوع ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات اور میں آپ کو جھوٹی تسلی نہیں دیتا بلکہ میں آج ہی بہت توجہ سے آپ کے لئے دعا کروں گا۔ اور امید رکھتا ہوں کہ آخر دعاؤں کے بعد کوئی راہ آپ کے لئے نکل آ گئی۔ بالفعل نرمی اور صبر اور رضا بقضا سے کام لینا چاہئے کہ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے فبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اور یہ بات ضروری ہے کہ آپ دوسرے بھائیوں کے جوشوں کی پیروی نہ کریں کیوں کہ ان کی زندگی غافلانہ ہے اور وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی ابتلا آیا کرتے ہیں جب دیکھیں کہ ہر ایک راہ بند ہے اور سیدھی بات بھی الٹی ہوئی جاتی ہے۔ تب لازم ہے کہ فی الفور عبودیت کا جامہ پہن لیں اور سمجھ لیں کہ خدا تعالیٰ کی آزمایش ہے۔ عزت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ میں دنیا داری طریقوں کی عزت کو پسند نہیں کرتا۔ میں تو اس میں بھی مضائقہ نہیں دیکھتا کہ نذریں دی جائیں اور رعایا کہلایا جائے۔ دنیا کی ہستی حباب کی طرح ہے معلوم نہیں کہ کل کون زندہ ہوگا اور کون قبر میں جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب واقعہ حدیبیہ کے وقت کفار مکہ سے صلح کرنے گئے تو صلح نامہ کے سر پر لکھا ھذا من محمدٍ رسول اللّٰہ کفار مکہ نے کہا کہ رسول اللہ کا لفظ کاٹ دو۔ اگر ہم آپ کو رسول جانتے تو اتنے جھگڑے کیوں ہوتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ "اچھا رسول اللہ کا لفظ کاٹ دو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ میں تو ہرگز نہیں کاٹوں گا۔ تب آپؐ نے اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا۔ پھر وہی لوگ تھے جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے ہر ایک بات وقت پر موقوف ہے اب

نوٹ از مرتب:۔ اس مکتوب کے پہلے صفحہ پر حضور کی ایک مہر بھی ثبت ہے جو مجھ سے پڑھی نہیں گئی۔ بدر جلد ۲ ؍ ۲۲ و الحکم جلد ۱۰ ؍ ۱۹ میں مرقوم ہے "(۱) آفتوں اور مصیبتوں کے دن ہیں۔" ایک دوست کا ذکر تھا جس پر بہت سے دنیاوی مشکلات گزر رہے ہیں۔ فرمایا "یہ الہام اس کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔" اور اس الہام کی تاریخ ۲۰ ؍ مئی سنہ ۱۹۰۶ء درج ہے۔ گویا کہ یہ مکتوب ۲۸ ؍ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کا ہے۔

۳۸/۹۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہونچا۔ مضمون سے آگاہی ہوئی اب یقیناً معلوم ہوا کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ابتلا ہے بلکہ ایک سخت ابتلا ہے۔ میں اسی فکر میں تھا کہ خدا تعالیٰ نے دعا کرنے کے لئے پوری توجہ بخشے اور خدا کا استغنا ذاتی بھی پیش نظر تھا کہ اتنے میں نظام الدین مستری کا قصہ میری آنکھوں کے سامنے آگیا معاً دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ خدا کے فضل اور کرم سے کیا تعجب ہے کہ اگر نظام الدین کی کارروائی کے موافق آپ کی طرف سے مع اپنے بھائیوں کے کارروائی ہو تو خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ وہی معاملہ کرے۔ جو نظام الدین سے کیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نظام الدین نام سیالکوٹ میں ایک مستری ہے چند روز ہوئے اس کا ایک خط میرے نام آیا۔ افسوس ہے کہ وہ خط شاید چاک کیا گیا ہے۔ اس کا مضمون یہ تھا کہ میں ایک فوجداری جرم میں گرفتار ہو گیا ہوں اور کوئی صورت رہائی کی نظر نہیں آتی۔ اس بیقراری میں میں نے یہ نذر مانی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اس خوفناک مقدمہ سے رہا کر دے تو میں مبلغ پچاس روپیہ نقد آپ کی خدمت میں بلا توقف ادا کر دوں گا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جب اس کا خط پہونچا تو مجھے خود روپیہ کی ضرورت تھی۔ تب میں نے دعا کی کہ اے خداوند قادر و کریم! اگر تو اس شخص کو اس مقدمہ سے رہائی بخشے تو تین طور کا فضل تیرا ہوگا۔ اول یہ کہ یہ مضطر آدمی اس بلا سے رہائی پا جائے گا۔ دوم مجھے جو اس وقت روپیہ کی ضرورت ہے میرا مطلب کسی قدر پورا ہوگا۔ سوم تیرا ایک نشان ظاہر ہو جائے گا۔ دعا کرنے سے چند روز بعد نظام الدین کا خط آیا جو آپ کے ملاحظہ کے لئے بھیجتا ہوں اور دوسرے روز پچاس روپے آگئے۔ پس میرے دل میں خیال گزرا کہ ان دنوں میں دینی ضرورات کے لئے بہت کچھ تفکرات مجھے پیش ہیں مہمانوں کے اترنے کے لئے عمارت ناممکمل ہے مرزا خدا بخش کی چار سو روپیہ کی خریدی ہوئی زمین ہے وہ توسیع مکان کے لئے مل سکتی ہے۔ اگر اس قدر روپیہ دیا جائے پھر کم سے کم دو ہزار روپیہ اور چاہئے تا کچھ

عمارت بنائی جائے۔ اور تکمیل مینار کا فکر بھی ہر وقت دل کو لگا ہوا ہے مگر وہ ہزار ہا روپیہ کا
کام ہے جس طرح خدا چاہے گا اس کو انجام دے گا بالفعل بموجب وحی الٰہی وسعِ مکانات کے مہمانوں
کے پورے آرام کے لئے ان اخراجات کی ضرورت ہے پس میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ
اگر ایک بلا سے رہا ہونے کے لئے آپ معہ اپنے بھائیوں کے دوسری بلا کو منظور کریں یعنی یہ نذر کر لیں
کہ اگر ہمیں اس بلا سے غیبی مدد سے رہائی ہوئی تو ہم اس قدر روپیہ محض للہ ان دینی ضرورات کیلئے
جس طرح ہم سے ہو سکے بلا توقف ادا کر دیں گے تو میں اسی طرح دعا کروں گا جس طرح میاں نظام الدین
مستری کے لئے دعا کی تھی خدا تعالیٰ انکسہ نواز ہے کچھ تعجب نہیں آپ کے اس صدق کو دیکھ کر
آپ کی مشکل کشائی فرما دے۔ میں یہ وعدہ نہیں کرتا کہ ضرور یہ دعا قبول ہو جائے گی کیونکہ
خدا تعالیٰ بے نیاز ہے مگر مجھے اپنے رب کریم کی سابق عنایتوں پر نظر کر کے یقین کلی ہے کہ کم سے کم
وہ مجھے آئندہ کے حالات سے اطلاع دیدے گا اور چونکہ اس نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں
پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھلاؤں گا اس لئے تعجب نہیں کہ آپ کی اس بیقراری کے وقت یہ بھی ایک
نشان ظاہر ہو جائے۔ لیکن قبل اسکے کہ خدا تعالیٰ مشکل کشائی فرما دے ہماری طرف سے کوئی
مطالبہ نہیں اور ایک پیسہ کا بھی مطالبہ نہیں ہاں اگر دعا سنی جائے اور آپ کا کام ہو جائے تب
فی الفور آپ کو نذر مقررہ بلا تاخیر ایک ساعت ادا کرنا ہوگا اور دو نفل پڑھ کر خدا تعالیٰ سے یہ عہد
کرنا ہوگا اور بعد پختگی عہد بلا توقف مجھے اطلاع دینا ہوگا۔

مجھے یاد ہے کہ جب نظام الدین کے لئے میں نے دعا کی تب خواب میں دیکھا کہ ایک چڑا
اڑتا ہوا میرے ہاتھ میں آ گیا اور اس نے اپنے تئیں میرے حوالہ کر دیا اور میں نے کہا کہ یہ ہمارا
آسمانی رزق ہے جیسا کہ بنی اسرائیل پر آسمان سے رزق اترا کرتا تھا۔

یہ بات خدا نے میرے دل میں ڈالی ہے دل توانا ہے کہ کچھ ہونہار بات ہے واللہ اعلم والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ ۵ رجون ۱۹۰۶ء (ب)

۲۹/۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدی و مولائی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ مقبرہ بہشتی میں قبروں کی بری حالت ہے ایک تو قبروں میں نالیوں

کی وجہ سے سیلاب ویسے ہی رہتا ہے اور یہ نالیاں درختوں کے لئے ضروری ہیں پھر اس پر یہ زیادہ ہے پانی جو آیا کرتا ہے اس کی سطح سے یہ قبریں کوئی دو فٹ نیچی ہیں اب معمولی آب پاشی ہے اور ان بارشوں سے اکثر قبریں دب جاتی ہیں پہلے صاحب نور اور غوثاں کی قبریں دب گئی تھیں ان کو میں (نے) درست کرا دیا تھا اب پھر یہ قبریں دب گئی ہیں اور یہ پانی صاف نظر آتا ہے کہ نالیوں کے ذریعہ گیا ہے۔ پس اس کے متعلق کوئی ایسی تجویز تو میر صاحب فرمائیں گے کہ جس سے روز کے قبروں کے دبنے کا اندیشہ جاتا رہے مگر میرا مطلب اس وقت اس عریضہ سے یہ ہے کہ ابھی تو معمولی بارش سے یہ قبریں دبی ہیں پھر معلوم نہیں کوئی رَو آ گیا تو کیا حالت ہوگی۔

اس لئے نہایت ادب سے عرض ہے کہ اگر حضور حکم دیں تو میں اپنے گھر کے لوگوں کی قبر کو پختہ کر دوں اور ایک (دو) دوسری قبریں بھی یا حضور حکم دیں ویسا کیا جائے۔

راقم محمد علی خاں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ میرے نزدیک اندیشہ کی وجہ کہ تا سیلاب کے صدمہ کی وجہ سے نقصان (نہ ہو) پختہ کرنے میں کچھ نقصان نہیں معلوم ہوتا کیونکہ انما الاعمال بالنیات باقی رہے مخالف لوگوں کے اعتراضات تو وہ تو کسی طرح کم نہیں ہو سکتے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہٗ (پ)

(**نوٹ** از مرتب:۔ (۱) دونوں مکتوبات میں خطوط وحدانی کے الفاظ خاکسار مولف کی طرف سے ہیں (۲) دونوں مکتوبات کی تاریخ تعیین ذیل کے امور سے ہوتی ہے (الف) تاریخ وفات غوثاں ۲۳ ۹/۰۶ء صاحب نور صاحب ۲۰ ۱/۰۶ اور اہلیہ صاحبہ حضرت نواب صاحب ۲۷ ۱/۰۶ ہے (ب) موسم برسات یہاں جون سے ستمبر تک ہوتا ہے۔ اور مکتوب میں معمولی بارش ہونے کا ذکر ہے اور سنہ ۰۶ء میں ان مرحومین کی وفات سے پہلے یہ موسم گزر چکا تھا اور سنہ ۰۸ء میں حضور نے ۲۷ اپریل کو سفر لاہور اور وہاں اگلے ماہ سفر آخرت اختیار کیا۔ گویا کہ اس سال میں موسم برسات شروع بھی نہیں ہوا تھا (ج) ایک دفعہ پہلے یہ قبریں بارش سے دب چکی تھیں اور درست کرائی گئی تھیں اور اب موسم برسات کی ابتداء تھی ان تمام امور سے معلوم ہوتا ہے کہ

موسم برسات [illegible] یا برسات دسمبر [illegible] یا اوائل [illegible] کا یہ مکتوب ہے موسم سرما میں دسمبر یا جنوری میں بھی بارش ہوتی ہے قابل ترجیح یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ پہلی بار نئی نئی قبریں دسمبر [illegible] یا جنوری [illegible] میں بارش سے دب گئی ہوں گی اور دوبارہ موسم برسات [illegible] کی ابتداء میں دب گئیں۔ واللہ اعلم

۳۰/۹۳ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیدی و مولائی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم

آج سیر میں تذکرہ تھا کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کی طبیعت پھر علیل ہے اور ان کی غذا کا درست انتظام نہیں ہے چونکہ مجھ کو حضرت مولانا نے قرآن شریف کا ترجمہ پڑھایا ہے اور اس طرح مجھ کو ان کی شاگردی کا (گو میں بدنام کنندہ نکونامے چند کے طور سے شاگرد ہوں) فخر حاصل ہے۔ اس لئے میرے دل میں خواہش رہتی ہے کہ حضرت مولانا کی کچھ خدمت کر سکوں۔ کبھی میں نے* انکی غذا کا التزام کیا ہے مگر حضرت مولانا کی غیور طبیعت برداشت نہیں کرتی اور وہ روک دیتے ہیں اس لئے **الامر فوق الادب** کے لحاظ سے پھر جراءت نہیں پڑتی اب اگر حضور حکم فرما دیں تو اس طرح مجھ کو خدمت کا ثواب اور حضرت مولانا کے غذا کا انتظام ہو جاتا ہے اور حضرت مولانا حضور کے حکم کی وجہ سے انکار بھی نہ کریں گے اصل بات یہ ہے کہ لنگر میں بہ سبب کثرت کار پوری طرح سے التزام مشکل ہے میرے باورچی کو چونکہ اتنا کام نہیں اس لئے خدا کے فضل اور حضور کی دعا سے امید کی جاتی ہے کہ التزام ٹھیک رہے گا پس اگر میری یہ عرض قبول ہو جائے تو میرے لئے سعادت دارین کا موجب ہو۔

دوم یہ میں نے اپنے بھائی کو حضور کے حکم کے بموجب خط لکھا ہے حضور ملاحظہ فرمالیں اگر یہ درست ہو تو بھیج دوں

راقم محمد علی خاں

حضور نے جواباً تحریر فرمایا:۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ:۔ حضرت مولوی صاحب کی نسبت مجھے کچھ عذر نہیں

* یہ خطوط وحدانی الالفاظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے۔

واقعی لنگرخانہ کے لوگ ایک طرف تاکید کی جائے دوسری طرف پھر غافل ہو جاتے ہیں کثرت آمد مہمانوں کی طرف سے بعض اوقات دیوانے کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ سے عمدہ طور سے انتظام ہو سکے تو میں خوش ہوں اور موجب ثواب۔

خط آپ نے بہت عمدہ لکھا ہے مگر ساتھ لکھتے وقت ترتیب اوراق کا لحاظ نہیں رہا خط ... پڑھتے جب دوسرے صفحہ میں پہونچا تو وہ عبارت پہلے صفحہ سے ملتی نہیں تھی اسکو درست کر دیا جائے۔ والسلام

مرزا غلام احمدؐ

نوٹ از مرتب:۔ یہ مکتوب آخر ۱۹۰۶ء یا ابتداء ۱۹۰۷ء کا ہے تفصیل کیلئے دیکھئے اصحاب احمد جلد دوم صفحہ ۱۰۶

۳۱/۹۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ یہ عجیب اتفاق ہوا کہ آپ نے ہزار روپیہ کا نوٹ بند خط کے اندر بھیجا اور میاں صفدر نے شادی خاں کی والدہ کے حوالہ کیا جس کو دادی کہتے ہیں وہ بچاری نہایت سادہ لوح ہے وہ میری چارپائی پر وہ لفافہ چھوڑ گئی میں باہر سیر کرنے کو گیا تھا اور وہ بھول گئی اب اس وقت اس نے یاد دلایا کہ نواب صاحب کا ایک خط آیا تھا میں نے پلنگ پر رکھا تھا پہلے تو وہ خط تلاش کرنے سے نہ ملا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ کل زبانی دریافت کرلیں گے پھر اتفاقاً بستر کو اٹھانے سے وہ خط مل گیا اور کھولا تو اس میں ہزار روپیہ کا نوٹ تھا یہ بے احتیاطی اتفاقی ہوگئی گویا ہزار روپیہ کا نقصان ہو گیا تھا مگر الحمد للہ مل گیا۔ وہ عورت بچاری نہایت سادہ اور نیم دیوانہ ہے۔ وہ بے احتیاطی سے پھینک گئی۔ خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آپ نے اپنی نذر کو پورا کیا۔ آمین والسلام

مرزا غلام احمدؐ

حضورؑ چشمہ معرفت میں تحریر فرماتے ہیں کہ نواب صاحبؓ نے بعد کامیابی بلا توقف تین ہزار روپیہ لنگرخانہ کے لئے ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا جو پورا کر دیا (ص ۲۲۴ حاشیہ) چنانچہ مکتوب ہذا میں اس نذر کے پورا کرنے کا ذکر ہے اور نواب صاحب کے ۱۶ فروری ۱۹۰۸ء

کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ چند روز قبل بذریعہ تار کامیابی کی اطلاع آئی تھی اس لئے مکتوب حضور اسی تاریخ کے قریب کا ہے۔ تفصیل کے لئے اصحاب احمد جلد دوم حاشیہ صفحہ ۹۶ دیکھئے

۳۲
۹۵

سیدی و مولائی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ بھائی خاں صاحب محمد احسن علی خاں صاحب نے مجھ کو ایک خط لکھا تھا .... اور ایک خط حضور کی خدمت میں بھی بھیجا تھا جو کل یہاں پہونچے۔ میں نے* اس خط کا جواب لکھا ہے اور برائے ملاحظہ حضور پیش ہے۔ اگر حضور اس کو ملاحظہ کر کے لہ تصحیح سے سرفراز فرمائیں تو عین سعادت ہے۔

راقم محمد علی خاں

جواباً حضور نے رقم فرمایا:۔

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میں نے اول سے آخر تک حرفاً حرفاً پڑھ لیا ہے یہ خط نہایت عمدہ اور موثر معلوم ہوتا ہے۔ ایسا ہی لکھنا چاہئے تھا۔ جزاکم اللہ خیراً۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد

۳۳
۹۶

حضور نے جواباً تحریر فرمایا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ خدا تعالیٰ کا درحقیقت ہزار ہا گونہ شکر ہے کہ موت جیسی حالت سے واپس لا کر صحت بخشی اب آپ کو اختیار ہے کہ کسی دن خواہ جمعہ کو عام دعوت سے اس شکریہ کا ثواب حاصل کریں۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

*لہ :۔ خطوط وحدانی کے الفاظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہیں۔

۳۴/۹۷ مکتوب ہذا منجانب نواب صاحب بنام حضرت اقدس ہے

حضور نے جواباً تحریر فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کو اجازت ہے آپ چلے جائیں نور محمد بے شک اس وقت تک رہے صرف اس قدر کام کر دیا کرے کہ پانچ چار روٹیوں کے لئے جو پھلکے پکاتا ہے وہیں آملے جائے اور پکا کر بھیج دے اور دال میں تھوڑا تیل ڈال دیا کرے۔ اور رتھ تو آپ کا مال ہے جب چاہے لے جائیں اب میں ایک مدت سے ہر نماز میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اور کل میں نے سنا ہی کہ میری لڑکی مبارکہ کے (لئے*) آپ کی طرف سے پیغام آیا تھا۔ اس میں ابھی دو مشکلات ہیں (۱) ایک یہ کہ ابھی وہ صرف گیارہ سال عمر پورے کر چکی ہے اور پیدائش میں......[1] بہت ضعیف البنیان اور کمزور ہے کھانسی ریزش تو ساتھ لگی ہوئی ہے جب تک کہ پندرہ سال کی نہ ہو جائے کسی صورت میں شادی کے لائق نہیں اگر پہلے ہو تو اسکی عمر کا خاتمہ ہو جائے گا۔

(۲) دوسرے نہایت خوفناک امر جو ہر وقت دل کو غمناک کرتا رہتا ہے ایک پیشگوئی ہے جو چند دفعہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو چکی ہے میں نے بجز گھر کے لوگوں کے کسی پر اس کو ظاہر نہیں کیا۔ اس پیشگوئی کے ایک حصہ کا حادثہ ہم میں اور آپ میں مشترک ہے بہت دعا کرتا ہوں کہ خدا اس کو ٹال دے اور دوسرے حصہ کا تعلق خاص ہم سے اور ہمارے گھر کے کسی شخص سے متعلق ہے یہ بھی الہام کسی حصہ کی نسبت ہے کہ ۲۷ تاریخ کو وہ واقعہ ہوگا۔ نہیں معلوم کس مہینہ کی تاریخ اور کونسا سن ہے۔ اخبار میں میں نے چھپوا دیا ہے اور آپ کو معلوم ہوگا کہ شاید ایک مہینہ کے قریب ہو گیا کہ میں نے ایک الہام اخبار میں صرف اشارہ کے طور پر چھپوایا تھا جس کی یہ عبارت تھی کہ ایک نہایت چھپی ہوئی خبر پیش کرتا ہوں۔ دراصل وہ خبر انہی حوادث کے متعلق ہے یہ بھی دیکھا کہ گھر میں ہمارے ایک بکرا ذبح کیا ہوا کھال اتاری ہوئی ایک جگہ لٹک رہا ہے۔ پھر دیکھا کہ ایک ران لٹک رہی ہے۔ یہ سب بعض موتوں کی طرف اشارات ہیں

*۔ خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے۔

[1] :۔ نقطوں والی جگہ پر مرتب سے دو لفظ پڑھے نہیں گئے غالباً "شروع سے" ہیں۔

میں دعا کر رہا ہوں۔ والسلام   مرزا غلام احمدؐ

نوٹ :- اس خط کا جواب میں نے یہ دیا تھا کہ جو کچھ حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے درست اور قبول و منظور اور انتظار ممکن۔   محمدؐ علی خاں

نوٹ از مرتب :- (۱) رویا کہ "ایک ران لٹک رہی ہے" غیر مطبوعہ ہے اور خاکسار کو پہلی بار اس کی اشاعت کی سعادت حاصل ہوئی فالحمد للہ علیٰ ذالک (۲) ۱۹۰۷ء کا رویا بدر و الحکم میں اس قدر شائع ہوا "ایک گوسفند مسلوخ دیکھا" لیکن مکتوب ہذا میں زیادہ تفصیل ہے (۳) الہام و رویا اس مکتوب میں ۱۹۰۷ء کی درج ہیں نواب صاحب کے خط سے جلسہ سالانہ کا قرب اور ۲۷ سے ایک ہفتہ قبل ان کے اجازت طلب کرنے کا علم ہوتا ہے گویا کہ یہ مکتوب ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کا ہے یہ خیال نہ کیا جائے کہ مسلوخ گوسپند والی رویا صاحبزادہ مرزا مبارک احمدؐ صاحب کی وفات (۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء) سے پوری ہو گئی جیسا کہ الحکم بابت $\frac{9}{24}$ ۱ صہ کالم ۲ اور بابتہ $\frac{9}{24}$ ۲ صہ کالم ۱۲ اور بدر بابتہ $\frac{9}{24}$ ۱۹ صہ کالم ۳ میں لکھا گیا ہے (اور یہ بھی درج ہے کہ یہ رویا حضرت نے تین اشخاص کو سنائی تھی جن میں سے ایک حضرت نواب صاحب تھے) کیونکہ صاحبزادہ صاحب کی وفات کے بعد حضور مکتوب ہذا میں اس رویا کا ذکر فرماتے ہیں کہ گویا کہ ابھی پوری نہیں ہوئی اور اس رویاء کے متعلق اس امر کا علم صرف نواب صاحب اور حضور کے ان مکتوبات سے ہوتا ہے نیز تذکرہ میں اس رویا کی تاریخ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۷ء سے قبل لکھی گئی ہے۔ حوالجات مذکورہ سے ظاہر ہے کہ یہ ۳۱ اکتوبر نہیں بلکہ اسکی تاریخ ۱۶ ستمبر سے قبل درج ہونی چاہئے۔ یعنے ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء سے قبل۔

$\frac{۳۵}{۹۸}$ بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میری لخت جگر مبارکہ بیگم کی نسبت جو آپ کی طرف سے تحریک ہوئی تھی میں بہت دنوں تک اس معاملہ میں سوچتا رہا آج جو کچھ خدا نے میرے دل میں ڈالا ہے اس شرط کیسا

رشتے میں مجھے عذر نہیں ہوگا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ کو بھی اس میں تامل نہیں ہوگا۔
اور وہ یہ ہے کہ مہر میں آپ کی دو سال کی آمدنی جاگیر مقرر کی جائے یعنی صہ ہزار روپیہ اور
اس اقرار کے بارے میں ایک دستاویز شرعی تحریری آپ کی طرف سے حاصل ہو۔ میں
خوب جانتا ہوں کہ آپ نہایت درجہ اخلاص میں گداز شدہ ہیں اور آپ نے ہر ایک پہلو
سے ثبوت دے دیا ہے کہ آپ کو جانفشانی تک دریغ نہیں مگر جو کچھ میں نے تحریر کیا ہے
وہ اول تو آپ کی خداداد حیثیت سے بڑھ کر نہیں اور پھر آپ کی ذات کے متعلق نعوذ باللہ
اس میں کوئی بدگمانی نہیں۔ محض خدا نے میرے دل میں ایسا ہی ڈال دیا ہے اور ظاہری
طور پر اس کے لئے ایک صحیح بنا بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ موت حیات کا اعتبار نہیں اور
آپ کے خاندان کے عمل درآمد کے رو سے عورتیں اپنے شرعی حقوق سے محروم ہوتی ہیں
اگر بعد میں کچھ گزارہ تجویز کیا جائے تو وہ مشکوک اور (نہ آپ کے) اپنے اختیار میں ہوتا ہے اور خدا
آپ کی اولاد کی عمر دراز کرے وہ بعد بلوغ اپنے اپنے خیالات اور اغراض کے پابند ہوں گے
اور حق مہر کا فیصلہ ایک قطعی امر ہے اور ایک قطعی حق ہے جو خدا نے ٹھہرا دیا ہے اور عورتیں
جو بے دست و پا ہیں اس حق کے سہارے سے ظلم سے محفوظ رہتی ہیں آپ کی زندگی میں
اس مہر کا مطالبہ نہیں لیکن خدانخواستہ اگر لڑکی کی عمر ہو اور آپ کی عمر وفا نہ کرے تو اس کی
تسلی اور اطمینان کے لئے اور پریشانیوں سے محفوظ رہنے کے لئے یہ طریق اور اس قدر
مہر کافی ہوگا تاکہ دوسروں کے لئے صورت رعب قائم رہے یہ وہ امر ہے جس کو سوچنے
کے لئے میں آپ کو اجازت نہیں دیتا ایک قطعی فیصلہ ہے اور میں نے ارادہ کیا ہے کہ اگر ان
دونوں باتوں کی آج آپ تکمیل کر دیں تو گو لڑکی ایک سال کے بعد رخصت ہو مگر پیر کے
دن نکاح ہو جائے یہ ایک قطعی فیصلہ ہے جو میری طرف سے ہے اس میں کسی طرح کی بیشی نہیں
ہوگی اس وجہ سے میں نے اس خیال سے اور اسی انتظار سے عزیزی سید محمد اسماعیل کو
پیر کے دن تک ٹھہرا لیا ہے اگر آپ کی طرف سے اس شرط کی نامنظوری ہوگئی تو پھر وہ کل ہی
اپنی نوکری پر چلا جائے گا۔ والسلام

راقم مرزا غلام احمد عفی عنہ ۱۳ر فروری ۱۹۰۸ء

نوٹ :۔ اس خط کا جواب زبانی پیر منظور محمد صاحب حامل خط ہذا کو یہ دیدیا تھا کہ مجھ کو
بلا عذر سب کچھ منظور ہے۔

محمد علی خاں

نوٹ :۔ مکتوب میں حضور کے برادر نسبتی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ مراد ہیں۔

۳۶/۹۹ بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزم اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا خط مرسلہ پہونچا اس کے رقعہ کی کچھ ضرورت نہ تھی
لیکن میں جانتا ہوں کہ جس طرح انسان دوسرے لوگوں کے ساتھ ایک فیصلہ کر کے مطمئن ہو جاتا
ہے اور پھر اس درد سے نجات پاتا ہے کہ جو تنازع کی حالت میں ہوتی ہے اسی طرح انسان
کا نفس خدا تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ وہ بھی اپنے اندر کئی مقدمات برپا رکھتا ہے اور ان مقدمات
سے نفس انسانی بے آرام رہتا ہے لیکن جب انسان کسی امر کے متعلق ایک فیصلہ کر لیتا ہے۔
تب اس فیصلہ کے بعد ایک آرام کی صورت پیدا ہو جاتی ہے آپ کی رائے میں صرف یہ کسر
باقی ہے کہ ہمیں زندگی کا اعتبار نہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر فرمایا ہے ایسا ہی آپ
بھی زندگی پر بھروسہ نہیں رکھتے اور اس بارے میں یہ شعر شیخ سعدی کا بہت موزوں ہے

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار   مباش ایمن از بازی روزگار

پس اگر ہمیں موت آگئی تو ہم اس رشتہ کی خوشی سے محروم گئے اور نیز اس دعا سے محروم
رہے کہ جو ہماری زندگی کی حالت میں اس رشتہ کے مبارک ہونے کے لئے کر سکتے تھے۔ کیونکہ
وہ دعا اس وقت سے مخصوص ہے جب نکاح ہو جاتا ہے علاوہ اس کے ہر ایک کو اپنی عمر
پر اعتماد کرنا بڑی غلطی ہے۔ آج سے چھ ماہ پہلے آپ کے گھر کے لوگ صحت کے ساتھ
زندہ موجود تھے۔ کون خیال کر سکتا تھا کہ وہ اس عید کو بھی نہ دیکھ سکیں گے اسی طرح ہم میں
سے کس کی زندگی کا اعتبار ہے؟ اگر موت کے بعد اس وعدہ کی تکمیل ہو تو گویا میری کسی
بات کو یاد کر کے خوشی کے دن میں رونا ہوگا مگر میں آپ کی رائے میں کچھ دخل نہیں دیتا صرف

عمر کی بے ثباتی پر خیال کر کے یہ چند سطریں لکھی ہیں کیونکہ بقول شخصے

اے ز فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش

وقت فرصت کو ہاتھ سے دینا بسا اوقات کسی دوسرے وقت میں موجب حسرت ہو جاتا ہے میری دانست میں تو اس میں کچھ حرج نہیں اور سراسر مبارک ہے کہ رمضان کی ۲۷ تاریخ کو بظن غالب لیلۃ القدر کی رات اور دن ہے مسنون طور پر ادا ہو .... میں کیا حرج ہے کہ اس سے لڑکی کو اطلاع دیجائے مگر وداع نہ کیا جائے۔ لڑکی بجائے خود ...... پرورش اور تعلیم پاوے۔ اور لڑکا بجائے خود جب دونوں بالغ ہو جائیں تب رخصت کیا جائے کیونکہ فی التاخیر آفات کا ہی مقولہ صحیح ہے جو تجربہ اس کی صحت پر گواہی دیتا ہے۔ زندگی کا کچھ بھی اعتبار نہیں شیخ سعدی نے اسمیں کیا عمدہ ایک غزل لکھی ہے اور وہ یہ ہے ؎

بلبلے زار زار می نالید — بر فراق بہار و وقت خزان
گفتمش صبر کن کہ باز آید — آں زمانِ شگوفہ و ریحان
گفت ترسم بقا وفا نکند — ورنہ ہر سال گل دہد بستان

اسی طرح شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سال دیگر را کہ میداند حساب — تا کجا رفت آنکہ با ما بود یار

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لا تقف ما لیس لک بہ علم یعنے ان باتوں کے پیچھے مت پڑو جن کا تجھے علم نہیں۔ پس ہمیں کیا علم ہے کہ سال آئندہ میں ہم زندہ ہوں گے یا نہ ہوں گے اور جب قائمقاموں کے ہاتھ میں بات جاتی ہے تو وہ اپنی ہی رائے کو پسند کرتے ہیں میں نے* یہ محض میں نے اپنی رائے لکھی ہے اور آپ اپنی رائے اور ارادہ میں مختار ہیں

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۰ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۴ھ

۳۷/۱۰۰ اس خط کا چربہ آخر میں ملاحظہ فرمائیے

یہ مکتوب منجانب نواب صاحب بنام حضرت اقدسؑ ہے اس کے جواب میں حضرت اقدس علیہ السلام نے حسب ذیل مکتوب ارسال فرمایا۔

* میں نے خط میں دوبار مرقوم ہے۔ مرتب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ۔ یہ تجویز آپ کی خدمت میں اس لئے پیش کی گئی تھی
کہ فی التاخیر آفات کا مقولہ یاد آتا ہے اصل بات یہ ہے کہ میں نے بعض خوابیں دیکھی ہیں
اور بعض الہام ہوئے ہیں جن کا میں نے مختصر طور پر آپ کی خدمت میں کچھ حال بیان کیا تھا
اگر میرے پاس ترتیب ہو تو دعا کا موقعہ ملتا رہے گا میں دیکھتا ہوں کہ لڑکا بھی جوان ہے
ابھی مجھے نیا مکان بنانے کی گنجائش نہیں اسی مکان میں میں نے تجویز کر دی ہے لیکن چونکہ
تجربہ سے ثابت ہے کہ اگر لڑکیاں والد کے گھر سے سرسری طور پر رخصت ہوں تو ان کی
دل شکنی ہوتی ہے اس لئے میں اس وقت تک جو آپ مناسب سمجھیں اور رخصت کیلئے
تیاری کر سکیں مہلت دیتا ہوں مگر آپ اس مدت سے مجھے اطلاع دے دیں میرے نزدیک
دنیا کے امور اور ان کی الجھنیں چلی جاتی ہیں لڑکیوں کی رخصت کو ان سے وابستہ کرنا
مناسب نہیں ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمدؑ

مذکورہ بالا کے جواب میں نواب صاحب نے تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدی ومولائی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالےٰ۔

السلام علیکم۔ میری اپنی رائے تو یہی تھی کہ حضور ہی کوئی مہلت معقول عطا فرما دیتے مگر
جب حضور نے مجھ پر چھوڑا تو یہ امر زیادہ ذمہ داری کا ہو گیا۔ اس لئے جہاں حضور نے یہ
عنایت فرمائی ہے اتنی مہربانی اور ہو کہ میں ایک ماہ کے اندر سوچ کر عرض کر دوں کہ میں
کب تک رخصتانہ کا انتظام کر سکتا ہوں۔ اس کی صرف یہ ضرورت ہے کہ میں انتظام
میں لگا ہوں پس اس عرصہ میں مجھ کو انشاء اللہ تعالیٰ ٹھیک معلوم ہو جائے گا کہ کسقدر عرصہ میں انتظام
مکمل ہو جائیگا۔ حضور بھی دعائیں فرمائیں کہ میں اس میں کامیاب ہوں۔ میں آج کل ہر
طرح کی ابتلاؤں کے نرغے میں ہوں

راقم محمد علی خاں

مکرر:۔ اس عرصہ بعد مجھ کو جتنی مہلت کی ضرورت ہو گی عرض کر کے تاریخ مقرر کر دونگا

؎ :۔ خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے۔

باقی اختیار اللہ تعالیٰ کے ہے وہی سامان کرنے والا ہے حضور کی دعا کے ہم سب ہر وقت محتاج ہیں

محمد علی خاں

اس پر حضور نے تحریر فرمایا:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مجھے منظور ہے امید ہے آپ ایک ماہ کے بعد مطلع فرمائیں گے والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

نوٹ از مرتب۔ پانچ عدد خطوط جو حضرت عرفانی صاحب کی طرف سے مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم میں شایع ہو چکے ہیں ان کے چونکہ عدد چربے اور ایک بلاک مل رہے ہیں جارہے ہیں اسلئے انکو بھی یہاں درج کر دیا گیا ہے نچلے نمبر جلد پنجم نمبر چہارم والے ہیں۔

۳۹/۳۵ بسم اللہ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ دس روز کے قریب ہو گیا کہ آپ کو دیکھا نہیں غائبانہ لڑکی کی شفا کیلئے دعا تو کرتا ہوں مگر چاہتا ہوں کہ آپکے پاس آکر سنت عیادت کا ثواب بھی حاصل کروں۔ آج سرگردانی سے بھی فراغت ہوئی ہے اور لڑکی کو بھی آج بفضلہ تعالیٰ آرام ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد ۶ راگست ۱۹۰۲ء

نوٹ از مرتب:۔ بسم اللہ کا لفظ اندازاً خاکسار نے درج کیا ہے ممکن ہے صرف اللہ کا لفظ ہو۔ جیسا کہ چربہ سے ظاہر ہے۔ شکستہ طرز تحریر میں ایک حصہ صرف اندازے سے پڑھا جا سکتا ہے

۴۰/۵۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی

محبی عزیزی نواب صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج مولوی مبارک علی صاحب جن کی نسبت آپ نے برخاستگی کی تجویز کی تھی حاضر ہو گئے ہیں چونکہ وہ میرے استاد زادہ ہیں اور مولوی فضل احمد صاحب والد بزرگوار ان کے جو بہت نیک اور بزرگ آدمی تھے ان کے میرے پر حقوق استادی ہیں میری رائے یہ ہے کہ اب کی دفعہ آپ انکی لمبی رخصت پر اغماض فرماویں کیونکہ وہ رخصت بھی چونکہ کمیٹی کی منظوری سے تھی کچھ قابل اعتراض نہیں ماسوا اس کے

چونکہ وہ واقعہ (میں*) ہم پر ایک حق رکھتے ہیں اور عفو اور کرم سیرت ابرار میں سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واعفوا واصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم یعنے تم عفو اور درگذر کی خو ڈالو۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا بھی تمہاری تقصیریں معاف کرے اور خدا تو غفور رحیم ہے پھر تم غفور رحیم کیوں نہیں بنتے اس بنا پر ان کا یہ معاملہ درگذر کے لائق ہے اسلام میں یہ اخلاق ہرگز نہیں سکھائے گئے ایسے سخت قواعد نصرانیت کے ہیں اور ان سے خدا ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ اسواس کے چونکہ میں ایک مدت سے آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ان کے گناہ معاف کرتا ہوں جو لوگوں کے گناہ معاف کرتے ہیں اور یہی میرا تجربہ ہے پس ایسا نہ ہو کہ آپ کی سخت گیری کچھ آپ ہی کی راہ میں سنگ راہ نہ ہو ایک جگہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک شخص فوت ہو گیا جس کے اعمال کچھ اچھے نہ تھے اس کو کسی نے خواب میں دیکھا (اور پوچھا*) کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور فرمایا کہ تجھ میں یہ صفت تھی کہ تو لوگوں کے گناہ معاف کرتا تھا اس لئے میں تیرے گناہ معاف کرتا ہوں سو میری صلاح یہی ہے کہ آپ اس امر سے درگذر کر دیں تا آپ کو خدا کی جناب میں درگزر کرانے کا موقعہ ملے۔ اسلامی اصول انہی باتوں کو چاہتے ہیں دراصل ہماری جماعت کے ہمارے عزیز دوست جو خدمت مدرسہ پر لگائے گئے ہیں ان طالب علم لڑکوں سے ہیں زیادہ تر عزیز ہیں جنکی نسبت ہمیں معلوم نہیں کہ نیک معاش ہوں گے یا بدمعاش والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

یہ سچ ہے کہ تمام اختیارات آپ رکھتے ہیں مگر یہ محض بطور نصیحتاً للہ لکھا گیا ہے اختیارات سے کام چلانا بڑا نازک امر ہے اس لئے خلفاء راشدین نے اپنی خلافت کے زمانہ میں شوریٰ کو بہت دخل سے اپنے ساتھ رکھا تا اگر خطا بھی ہو جائے تو سب پر تقسیم ہو جائے نہ صرف ایک کی گردن پر

۵۷/۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا خاکسار عشاء بباکثرت بیشاب اور

* یہ مرتب کی طرف سے ہے

دوران سر اور دوسرے عوارض کے خط لکھنے سے قاصر رہا۔ ضعف بہت ہو رہا ہے یہاں تک کہ بجز دو وقت یعنے ظہر اور عصر کے گھر میں نماز پڑھتا ہوں آپ کے خط میں جس قدر تردّدات کا تذکرہ تھا پڑھ کر اور بھی دعا کے لئے جوش پیدا ہوا میں نے یہ التزام کر رکھا ہے کہ پنج وقت نماز میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اور میں یقین دل سے جانتا ہوں کہ یہ دعائیں بے کار نہیں جائیں گی ابتلاؤں سے کوئی انسان خالی نہیں ہوتا اپنی اپنی قدر کے موافق ابتلا ضرور آتے ہیں اور وہ زندگی بالکل طفلانہ زندگی ہے جو ابتلاؤں سے خالی ہو ابتلاؤں سے آخر خدا تعالے کا پتہ لگ جاتا ہے حوادث دہر کا تجربہ ہو جاتا ہے اور صبر کے ذریعہ سے اجر عظیم ملتا ہے اکثر انسان کو خدا تعالے کی ہستی پر ایمان ہے۔ تو اس پر بھی ایمان ضرور ہوتا ہے کہ وہ قادر خدا بلاؤں کے دور کرنے پر قدرت رکھتا ہے میرے خیال میں اگرچہ وہ تلخ زندگی جس کے قدم قدم میں خارستان مصائب و حوادث و مشکلات ہے بسا اوقات ایسی گراں گزرتی ہے کہ انسان خودکشی کا ارادہ کرتا ہے یا دل میں کہتا ہے کہ اگر میں اس سے پہلے مر جاتا تو بہتر تھا مگر درحقیقت وہی زندگی خدا نما ہوتی ہے اور اسی کے ذریعہ سے سچا اور کامل ایمان حاصل ہوتا ہے ایمان ایوبؑ نبی کی طرح چاہئے کہ جب اس کی سب اولاد مر گئی اور تمام مال جاتا رہا تو اس نے نہایت صبر اور استقلال سے کہا کہ میں ننگا آیا اور ننگا ہی جاؤں گا۔ پس اگر ہم دیکھیں تو یہ مال اور متاع جو انسان کو حاصل ہوتا ہے صرف خدا کی آزمائش ہے۔ اگر انسان ابتلا کے وقت خدا تعالے کا دامن نہ چھوڑے تو ضرور وہ اسکی دستگیری کرتا خدا تعالیٰ درحقیقت موجود اور درحقیقت وہ ایک مقرر وقت پر دعا کو قبول کر لیتا ہے اور سیلاب ہموم و غموم سے رہائی بخشتا ہے۔ پس قوی ایمان کے ساتھ اس پر بھروسہ رکھنا چاہئے وہ دن آتا ہے کہ یہ تمام ہموم و غموم صرف ایک گزشتہ قصہ ہو جائے گا۔ آپ جب تک مناسب سمجھیں لاہور میں رہیں خدا تعالے آپ کو جلد تر ان مشکلات سے رہائی بخشے۔ آمین

اپیل مقدمہ جرمانہ دائر کیا گیا ہے مگر حکام نے مستغیث کی طرف سے لینے

کرم دین کی مدد کے لئے سرکاری وکیل مقرر کر دیا ہے۔ یہ امر بھی اپیل میں ہمارے لئے بظاہر ایک مشکل کا سامنا ہے کیونکہ دشمن کو وکیل کرنے کی بھی ضرورت نہ رہی اس میں وہ بہت خوش ہوگا اور اس کو بھی اپنی فتح سمجھے گا۔ ہر طرف دشمنوں کا زور ہے۔ خون کے پیاسے ہیں۔ مگر وہی ہوگا جو خواستہ ایزدی ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۶ء

نوٹ از مرتب:۔ مکتوب کی تاریخ درست نہیں کیونکہ اپیل مقدمہ کرم دین کا فیصلہ ۷ جنوری ۱۹۰۵ء کو لکھا گیا تھا۔

۴۲/۶۰ بسم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اشتہار کے بارے میں جو مدرسہ کے متعلق لکھنا ہے چند دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ لکھیں اور ایک دفعہ مانع پیش آیا کہ دو حال سے خالی نہیں کہ یا تو یہ لکھا جائے کہ جس قدر مد د کا لنگر خانہ کی نسبت ارادہ کیا جائے اسی رقم میں سے مدرسہ کی نسبت ثلث یا نصف ہونا چاہئے تو اس میں یہ قباحت ہے کہ ممکن ہے کہ اس انتظام سے دونوں طرف خرابی پیدا ہو یعنے نہ تو مدرسے کا کام پورا ہو اور نہ لنگر خانہ جیسا کہ دو روٹیاں دو آدمیوں کو دی جائیں تو دونوں بھوکے رہیں گے اور اگر چندہ دینے والے صاحبوں پر یہ زور ڈالا جائے کہ وہ علاوہ اس چندہ کے مدرسے کے لئے الگ چندہ دیں تو ممکن ہے کہ ان کو ابتلا پیش آوے اور وہ اس تکلیف کو فوق الطاقت تکلیف سمجھیں اس لئے میں نے خیال کیا کہ مارچ اور اپریل دو مہینے امتحان کیا جائے کہ اس تحریک کے بعد جو لنگر خانہ کے لئے کی گئی ہے کیا کچھ ان دو مہینوں میں آتا ہے۔ پس اگر اس قدر روپیہ آ گیا کہ جو لنگر خانہ کے تخمینی خرچ سے بچت نکل آئے تو وہ روپیہ مدرسے کے لئے ہوگا۔ میرے نزدیک ان دو ماہ کے امتحان سے ہمیں تجربہ ہو جائے گا کہ جو کچھ انتظام کیا گیا ہے کس قدر اس سے کامیابی کی امید ہے اگر مثلاً ہزار روپیہ تک ماہوار چندہ کا بندوبست ہو گیا تو آٹھ سو روپیہ لنگر خانہ کے لئے نکال کر دو سو روپیہ ماہوار مدرسے کے لئے نکل آئے گا۔

یہ تجویز خوب معلوم ہوتی ہے کہ ہر یک روپیہ جو آئے وہ رجسٹر میں درج ہوتا رہے اور پھر دو ماہ کے بعد سب حقیقت معلوم ہو جائے گی والسلام

غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مرتب:- اس خط میں بسم اللہ بھی اسی انداز سے پڑھا گیا ہے جیسے مکتوب ۳۹/۳۵ میں ذکر کیا گیا ہے

۴۳/۶۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

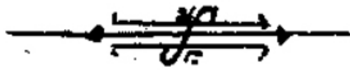
محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں اس جگہ آکر چند روز بیمار رہا۔ آج بھی بائیں آنکھ میں درد ہے باہر نہیں جا سکا ارادہ تھا کہ اس شہر کے مختلف فرقوں کو سنانے کے لئے کچھ مضمون لکھوں ڈرتا ہوں کہ آنکھ کا جوش زیادہ نہ ہو جائے۔ خدا تعالیٰ فضل کرے مرزا خدا بخش کی نسبت ایک ضروری امر بیان کرنا چاہتا ہوں گو ہر ایک شخص اپنی رائے کا تابع ہوتا ہے مگر میں محض ہمدردی کی وجہ سے لکھا ہوں کہ مرزا خدا بخش آپ کا سچا ہمدرد ہے اور قابل قدر ہے مجھے معلوم ہوا کہ کئی لوگ جیسا کہ ان کی عادت ہوتی ہے اپنے کمینہ اغراض کی وجہ سے یا حسد سے یا محض سفلہ پن کی عادت سے بڑے آدمیوں کے پاس ان کے ماتحتوں کی شکایت کر دیتے ہیں جیسا کہ میں نے سنا ہے کہ ان دنوں میں کسی شخص نے آپ کی خدمت میں مرزا خدا بخش صاحب کی نسبت خلاف واقعہ باتیں کہہ کر آپ کو ان پر ناراض کیا ہے گویا انہوں نے میرے پاس آپکی شکایت کی ہے اور آپکی کسر شان کی غرض سے کچھ الفاظ کہے ہیں۔ مجھے اس افترا سے سخت ناراضگی حاصل ہوئی اور عجب یہ کہ آپ نے ان پر اعتبار کر لیا۔ ایسے لوگ دراصل بدخواہ ہیں نہ کہ مفید میں اس بات کا گواہ ہوں کہ مرزا خدا بخش کے منہ سے ایک لفظ بھی خلاف شان آپ کے نہیں نکلا اور مجھے معلوم ہے کہ وہ بیچارہ دل و جان سے آپ کا خیر خواہ ہے اور غائبانہ دعا کرتا ہے اور مجھ سے ہمیشہ آپ کے لئے دعا کی تاکید کرتا رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ چند روزہ زندگی آپ کے ساتھ ہو رہی یہ بات کہ مرزا خدا بخش ایک بیکار ہے یا آج تک اس سے کوئی کام نہ ہو سکا یہ قضا و قدر کا معاملہ ہے۔ انسان اپنے لئے خود کوشش کرتا ہے اور بہتری مقدر نہ ہو تو اپنی کوشش سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا ایسے انسانوں کے لئے جو ایک حصہ عمر کا خدمت میں کھو چکے ہوں اور پیرانہ سالی تک پہونچ گئے ہوں میرا تو یہی اصول ہے کہ ان کی مسلسل ہمدردیوں کو فراموش نہ کیا جائے۔ کام کرنے والے مل جاتے ہیں۔ مگر

ایک سچا ہمدرد انسان حکم کیمیا رکھتا ہے وہ نہیں ملتا ایسے انسانوں کے لئے شاہان گزشتہ بھی دست افسوس ملتے رہے ہیں۔ اگر آپ ایسے شخص کی محض شک کی وجہ سے بے قدری کریں تو میرے نزدیک آپ غلطی کریں گے یہ میری رائے ہے جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی ہے اور آپ ہر یک غائبانہ بدذکر کرنے والوں سے بھی چوکس رہیں کہ حاسدوں کا وجود دنیا میں ہمیشہ بکثرت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمدؐ

مکرر یاد دلاتا ہوں کہ میرے کہنے سے مرزا خدا بخش چند روز کے لئے لاہور میرے ساتھ آ رہے تھے۔ (ب)



حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی کے نام

تعارفی نوٹ

"حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی سابق ہر یشچندر موہیال ولد جہتہ گورانداتہ مل صاحب سکنہ کنجرو دتاں تحصیل شکرگڑھ (سابق ضلع گورداسپور حال ضلع لاہور) پر اللہ تعالٰے نے خاص فضل کیا کہ پنڈت لیکھرام اور چودہری رام بھجدت جیسے آریہ معاندین اسلام کی برادری میں سے ہونے کے باوجود پندرہ سولہ سال کی عمر میں حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت کی توفیق عطا کی آپ کے والد نے زبردستی آپ کو قادیان سے اٹھا لے جانے کی کوشش کی جب کامیابی نہ ہوئی تو منت و لجاجت سے تحریری وعدہ حضور کی خدمت میں پیش کر کے چند دن کے لئے لے گئے لیکن وہاں جاکر گھر میں جو جانگلی علاقہ میں تھا اتنی کڑی نگرانی میں رکھا کہ کوئی مسلمان آکر دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ اللہ تعالٰے اس آگ سے آپ کو صحیح و سلامت نکال لایا اور حضور کے قدموں میں دھونی رما کر بیٹھنے کی توفیق دی حضور کے وصال کے وقت آپ حضور کی خدمت میں ہی حاضر تھے۔ آپ کا نام ضمیمہ انجام آتھم میں تین سو تیرہ صحابہ میں نمبر پر ہے۔ غیر مبائعین کے فتنہ کے وقت بھی آپ نے نہایت سرگرمی سے قابل قدر خدمات سر انجام دیں۔ ۱۹۲۴ء میں مصلح موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے کے سفر یورپ کے رفقاء میں آپ بھی شامل تھے اور روزانہ کے حالات بصورت خطوط قادیان ارسال کرنے کی آپ کو سعادت حاصل ہوئی جو بہت مقبول ہوئے فتنہ ارتداد ملکانہ کے موقعہ پر آپ نے اس علاقہ میں نہایت قابل قدر کام سرانجام دیا چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالٰے نے آپ کو ایک ہزار اشخاص کے برابر قرار دیا۔ ۱۹۲۸ء میں

آپ کو پھر قادیان میں آنے کا موقعہ ملا۔ اس وقت سے آپ یہاں بطور درویش مقیم ہیں۔ اپریل ۱۹۵۰ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قلم مبارک سے آپ کو اور حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانی کو خاص طور پر دعا کے لئے تحریر فرمایا آپ کے نام کے ساتھوں خطوط آپ ہی نے مجھے بلاک بنوانے کے لئے عنایت فرمائے تھے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا

۴۴/۱ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مبلغ آٹھ روپے پہنچے۔ جزاکم اللہ خیراً۔ انشاء اللہ دعا کروں گا ہمیشہ اپنے حالات خیریت سے اطلاع دیتے رہیں۔ والسلام

مرزا غلام احمد ۲۳ نومبر ۰۶ء (ب)

نوٹ از مرتب:۔ تاریخ حضرت اقدسؑ کے قلم مبارک کی لکھی ہوئی نہیں بلکہ حضرت بھائی جی کے قلم سے تحریر شدہ ہے

۴۵/۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آقائی ومولائی ایدکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضور آپ کا ایک الہام جسکا مضمون یہ ہے آریوں کا بادشاہ آیا اس کے اصل الفاظ کیا ہیں

عبدالرحمٰن قادیانی احمدی ۵ مارچ ۱۹۰۸ء

السلام علیکم۔ یہ مدت دراز کا الہام ہے مجھ کو صرف اسی قدر یاد ہے معلوم نہیں کہ یہ وہی الفاظ ہیں یا کچھ تغیر ہے۔ غالباً یاد یہی پڑتا ہے کہ وہی الفاظ ہیں۔ واللہ اعلم

مرزا غلام احمد (ب)

۴۶/۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آقائی ومولائی ایدکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضور مبلغ ایک روپیہ پیش خدمت کر کے ملتجی ہوں کہ للہ قبول فرمایا جاوے اور اس خاکسار غلام کے حق میں دعا کی جاوے کہ اللہ تعالیٰ خدمت دین کی توفیق عطا فرماوے اور قوت ایمانی

اور اعمال صالحات کی توفیق ملے اور خاتمہ بالخیر ہو آمین حضور کی خادمہ اور ایک بچہ عبد القادر بھی ملتجی ہیں ان کے حق میں بھی سعادت دارین اور انجام بخیر کی دعا فرمائی جاوے حضور میں بہت کمزور حالت میں ہوں مجھے خاص خاص دعاؤں میں یاد فرمایا جاوے۔ والسلام

خاکسار عبد الرحمٰن قادیانی احمدی ۲/ اپریل ۱۹۰۸ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مبلغ ایک روپیہ پہونچ گیا۔ جزاکم اللہ خیراً آمین۔ انشاء اللہ القدیر دعا کروں گا۔

مرزا غلام احمد (ب)

۴۷/۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے آقا اور میرے مولا خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔ حضور ایک کھال چیتل کی پیش خدمت کر کے ملتجی ہوں کہ قبول فرمائی جائے اور اس خاکسار غلام کے حق میں دعا فرمائی جاوے کہ اللہ تعالیٰ قوت ایمانی اور توفیق اعمال صالحات عطا فرماوے حضور میں بہت ہی کمزور اور قابل رحم ہوں للہ میرے واسطے خاص طور سے دعا فرمائی جایا کرے حضور ایسا ہو کہ میری زندگی دین کی خدمت میں حضور کے منشاء اور رضائے الٰہی کے عین مطابق ہو جاوے حضور میری یہ بھی خواہش ہے کہ یہ کھال حضور کی نشستگاہ میں ایسی جگہ رہے جہاں ہمیشہ میرے واسطے حضور کی خدمت میں دعا کے واسطے عرض کرتی رہے فقط

خاکسار غلام عبد الرحمٰن قادیانی احمدی ۵/ اپریل ۱۹۰۸ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔

کھال پہونچ گئی جزاکم اللہ خیراً۔ انشاء اللہ اپنے استعمال میں لائی جاوے گی۔ والسلام

مرزا غلام احمد (پ)

۴۸/۵ اس خط کا چربہ آخر میں ملاحظہ فرمائیے۔

یہ مکتوب منجانب حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی بنام حضرت اقدس ہے

(از قلم مبارک حضرت اقدس علیہ السلام)

بشریٰ میرے لئے ایک نشان آسمان پر ظاہر ہوا خیر و خوبی کا نشان ۔ میری مرادیں پوری ہوں

۴۹/۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آقائی و مولائی ایدکم اللہ تعالےٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حضور یہ ایک چیتے کی کھال قبول فرمائی جاوے اور اس خاکسار غلام کے حق میں دعا فرمائی جاوے کہ اللہ تعالیٰ غلام دین بنا دے اعمال صالحات کی توفیق عطا ہو اور ایسی پاک زندگی میسر آجاوے جو خدا کی رضامندی کا باعث ہو اور خاتمہ بالخیر ہو

حضور اب لاہور جانے والے ہیں ہماری بہت سی کمزوریاں حضور کے سایہ کی وجہ سے نظر انداز کی جاتی تھیں اب حضور کے وجود مبارک کا سایہ جو کہ خدا کی طرف سے اس کے فضل اور رحمت کا سایہ بن کر ہماری سپر بنا ہوا تھا۔ حکمت الٰہی کی وجہ سے لاہور جاتا ہے۔ لہذا اب ہم لوگ حضور کی خاص دعا اور توجہ کے ازبس محتاج ہیں۔ لہذا نہایت عاجزی سے بصد ادب التماس ہے کہ خاص خاص اوقات میں اس خاکسار اور حضور کی خادمہ اور بچوں اور اقربا کے واسطے ضرور دعا کی جایا کرے۔ فقط

حضور کا غلام در عبدالرحمن قادیانی احمدی بقلم خود ۲۴ اپریل ۱۹۰۸ء

السلام علیکم۔ کھال پہونچی۔ جزاکم اللہ خیراً۔ انشاء اللہ دعا کروں گا والسلام

مرزا غلام احمد

(ب)

نوٹ از مرتب:۔ اس پر حضرت بھائی جی کے قلم کا ۲۴ اپریل ۱۹۰۸ء کا ذیل کا نوٹ درج ہے۔ "حضرت اقدس کاپی دیکھ رہے تھے۔ ہاتھ میں پنسل ہی تھی حضرت اقدس کے الفاظ پنسل سے تھے میں نے سیاہی سے اوپر قلم پھیر دی"

۵۰/۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آقائی و مولائی فداک روحی ایدکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضور قادیان سے حضور کی خادمہ کا آج ہی خط آیا ہے کہ رات کے وقت ہمیں تنہائی کی وجہ سے خوف آتا ہے کیوں کہ جس مکان میں رہتا ہوں وہ بالکل باہر ہے۔ لہٰذا اگر حکم ہو اور حضور اجازت دیں تو میں جا کر ان کو کسی دوسرے مکان میں تبدیل کر آؤں یا اگر حضور کے دولت سرائے میں کوئی کوٹھڑی خالی ہو تو وہاں چھوڑ آؤں۔ جیسا حکم ہو تعمیل کیجا وے۔

حضور کی دعاؤں کا محتاج خادم در عبدالرحمٰن قادیانی احمدی

۱۴ مئی ۱۹۰۸ء

السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔

ابھی جانا مناسب نہیں ہے لکھ دیں کہ کسی شخص کو لیعنے کسی عورت کو رات کو سلا لیا کریں مولوی شیر علی صاحب بندوبست کر دیں کہ کوئی لڑکا آپ کے گھر میں سو رہا کرے

مرزا غلام احمد

(ب)

محترم محمد ابراہیم خاں صاحبؓ کے نام

تعارفی نوٹ

محترم محمد ابراہیم خاں صاحبؓ مرحوم کے صاحبزادہ جناب احسان اللہ خاں صاحب سے ذیل کا مکتوب اور کوائف حاصل ہوئے آپ ہائی کمشنر برائے پاکستان متعینہ دہلی کے سکرٹری کے معزز عہدہ پر سرفراز ہیں اگست ۱۹۵۴ء میں خاکسار کی وہاں ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ ان کا بیان ہے کہ میرے والد صاحب اور گلزار خانصاحب مرحوم سکنہ کراچی دونوں نے قادیان جاکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ یہ غالباً ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء کی بات ہے۔ والد صاحب نے ۲۰ مئی ۱۹۳۱ء کو بمقام خیرپور سندھ وفات پائی جہاں آپ کی قبر معروف ہے۔ آپ کے ذریعہ مکرم ڈاکٹر حاجی خان صاحب سابق صدر جماعت کراچی کا خاندان احمدی ہوا۔ چچا حسن موسیٰ خاں صاحب آسٹریلیا میں کان کنی کے لئے رسد کے قافلوں کے منیجر تھے بعد ازاں جنرل مرچنٹ کا کام کرتے رہے آپ نے وہیں سے ۱۹۰۳ء میں بیعت کی اور پھر وہیں سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے عہد مبارک میں قادیان آئے اور غالباً ۱۹۴۳ء میں آسٹریلیا میں بمقام پرتھ (PERTH) وفات پائی۔ عمر بھر وہاں بطور مبلغ کام کرتے رہے۔ اور خلافت ثانیہ سے بھی وابستہ تھے۔ چچا محمد حسین خاں صاحب سناتے تھے کہ میرے والد صاحب کی بیعت کے بعد میں نے بھی بیعت کی اور حضور کی زیارت سے مشرف ہوا۔ محمد حسین خاں صاحب اور گلزار خاں صاحب (جو غالباً ۱۹۲۷ء میں کراچی میں فوت ہوئے) اور والد صاحب غیر مبایع خیالات کے تھے۔ لیکن بالاخر والد صاحب نبوت کے قائل ہو گئے تھے گو انہوں نے باقاعدہ بیعت

نہیں کی لیکن انہوں نے مجھے تاکید کی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کرلوں چنانچہ مجھے اس کی توفیق ملی۔ والدہ صاحبہ نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہی بیعت کرلی تھی گو زیارت کا موقع نہیں ملا۔ ۱۹۱۱ء میں بوقت وفات انہوں نے حضور کی صداقت کا بار بار اقرار کیا اور اس وقت ان پر کشفی حالت طاری ہوئی اور جو باتیں انہوں نے اس وقت بتائیں جلد پوری ہو گئیں۔

مکرم احسان اللہ خاں صاحب کے پاس متعدد تبرکات ہیں جنکی تفصیل خاکسار کی طرف سے بدر جلد ۲ نمبر ۸ بابتہ ۱۴ مئی ۱۹۵۳ء میں شایع ہو چکی ہے۔

۵۱/۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۳۱ اگست ۱۹۰۳ء

محبی اخویم محمد ابراہیم خاں صاحب سلمہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ مبلغ عـــہ۲۵ روپے آپ کے جو آپ نے کمال اخلاص سے روانہ کئے تھے مجھ کو پہنچ گئے اور آپ کے لئے دعائے خیر کی گئی۔ اس لئے میں آپ کو رسید عـــہ۲۵ سے شکر گزاری کے ساتھ اطلاع دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کی جزائے خیر آپ کو بخشے۔ آمین۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد

بمقام کراچی بندر مکان قریب گورنمنٹ گارڈن

بخدمت محبی اخویم محمد ابراہیم خاں صاحب بن حاجی موسیٰ خاں صاحب

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور (ب)

نوٹ از مرتب:۔ جس روپیہ کا اوپر ذکر آیا ہے اسکی رسید حضور کی دستخطی بھی موجود ہے جس پر مرقوم ہے "مرزا غلام احمد ۲۹ اگست ۱۹۰۳ء" بٹہ کا بلاک بھی علیحدہ درج کر دیا گیا ہے وہاں ہر دو میں جو کچھ مرقوم ہے وہ حضور کا قلمی نہیں۔ ان ایام میں ڈاک گورداسپور سے ہو کر جاتی ہوگی۔ کیونکہ ڈاک خانہ قادیان کی مہر ۲۹ اگست کی گورداسپور کی ۳۱ اگست کی اور کراچی کی ۳ ستمبر کی ثبت ہے

تمت بالخیر

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وصیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

برادرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جبکہ آپ کی وفات قریب آگئی تھی بطور وصیت سب مسلمانوں کو جمع کر کے فرمایا اِنَّ دِمَاءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ (اور ابی بکرہ کی حدیث میں ہے وَاَعْرَاضَکُمْ) حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا۔ اس شہر میں اس مہینہ میں اس دن کو اللہ تعالےٰ نے جو حفاظت بخشی ہے (یہ حج کے ایام کی بات ہے) وہی تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں (اور ابی بکرہ کی روایت کے مطابق اور تمہاری عزتوں) کو خدا تعالیٰ نے حفاظت بخشی ہے۔ یعنے جس طرح مکہ میں حج کے مہینہ اور حج کے وقت کو اللہ تعالےٰ نے جائے امن بنایا ہے اسی طرح مومن کی جان اور مال اور عزت کی سب کو حفاظت کرنی چاہئے جو اپنے بھائی کی جان۔ مال اور عزت کو نقصان پہونچاتا ہے گویا وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حج کے ایام اور مقامات کی بے حرمتی کرنے والا پھر آپ نے دو دفعہ فرمایا کہ جو اس حدیث سے آگے دوسروں تک پہنچائے۔ میں اس حکم کے ماتحت یہ حدیث آپ تک پہونچاتا ہوں آپ کو چاہئے کہ اس حکم کے ماتحت آپ آگے دوسرے بھائیوں تک مناسب موقعہ پر یہ حدیث پہونچادیں اور انہیں سمجھادیں کہ ہر شخص جو یہ حدیث سنے اُسے حکم ہے کہ وہ آگے دوسرے مسلمان بھائی تک اس کو پہنچاتا چلا جائے والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

۱۳۵۸ھ

۱۶/ ذیقعدہ

تاج پریس یوسف بازار

حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ
و
حضرت قاضی عبدالرحیم صاحبؓ بھٹی کے نام

حضرت قاضی ضیاء الدینؓ کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ کے باشندہ تھے۔ آپ پہلی بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں قادیان، ۷ فروری ۱۸۸۵ء کو حاضر ہوئے تھے۔ آپ سلسلۂ احمدیہ سے اسکے آغاز میں وابستہ ہونے والے سابقون الاولون میں سے تھے۔ آپ کا خاندان ان معدودے چند خوش قسمت خاندانوں میں سے ایک ہے جن کے ایک سے زیادہ افراد ۳۱۳ صحابہ میں شمار ہوئے۔ چنانچہ آئینہ کمالات اسلام میں نمبر ۱۰۲ پر اور انجام آتھم میں نمبر ۳۵ پر آپ کا نام مرقوم ہے۔ انجام آتھم میں آپ کے دونوں صاحبزادگان قاضی عبدالرحیم صاحبؓ اور قاضی عبداللہ صاحب کے اسماء ۱۴۵ اور ۱۴۲ نمبر پر درج ہیں۔ آئینہ کمالات اسلام میں حضرت قاضی صاحب کا نام مطبع وغیرہ کے لئے ۲۹ دسمبر ۱۸۹۲ء کو چندہ کا وعدہ کرنے والوں میں مرقوم ہے۔ تریاق القلوب میں زیر نشان نمبر ۴۷ حضرت اقدسؑ نے قریباً دو صفحات میں قاضی صاحب کا خط درج فرمایا ہے۔ اس میں قاضی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ نے میرے متعلق ایک پیشگوئی فرمائی تھی جو بعینہٖ پوری ہوئی۔ اس میں قاضی عبدالرحیم صاحبؓ کا بھی ذکر آتا ہے۔ آپ سنہ ۱۹۰۴ء میں قادیان میں جہاں آپ ہجرت کرکے مقیم ہوگئے تھے فوت ہوکر قادیان کے مشرقی جانب برلبِ قبرستان میں مدفون ہوئے۔ اسوقت ابھی بہشتی مقبرہ کا قیام عمل میں نہ آیا تھا۔

قاضی عبدالرحیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ولادت ۲۳ جون سنہ ۱۸۸۱ء وفات ۲۹ اکتوبر سنہ ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ مبارکہ) کو قادیان میں تکمیل منارۃ المسیحؑ۔ ڈیل براستہ بہشتی مقبرہ۔ مسجد نور۔ تعلیم الاسلام ہائی اسکول۔ مسجد مبارک ربوہ۔ کی تعمیر کی سعادت نصیب ہوئی حقیقۃ الوحی

میں چراغ دین جمونی کی تحریر کا جو عکس دیا گیا ہے یہ تحریر آپ ہی نے جموں سے بھجوائی تھی آپ ہی کا صاحبزادہ (اور خاکسار کے استاذ المحترم) قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی پرنسپل و صدر جماعت احمدیہ نیروبی (مشرقی افریقہ) سے ذیل کے مکتوبات مجھے نقل کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ آپ قادیان کی زیارت کے موقعہ پر گذشتہ اپریل میں میرے لکھنے پر مکتوبات قادیان لے آئے تھے۔ مکرم قاضی محمد عبداللہ صاحب کو بھی بہت سی خدمات سلسلہ کا موقعہ ملا ہے۔

۵۵/۱ یہ مکتوب ص ۱۲ ضمیمہ پر مندرجہ خطوط میں سے پہلا ہے۔ اور حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ کے نام ہے۔ وہاں سہواً نمبر درج ہونے سے رہ گیا ہے اس کا چربہ اصل کتاب کے صفحہ ۴۳ پر دیا گیا ہے۔

نوٹ بر ۵۵/۱ :۔ اس مکتوب میں "بہو" سے مراد محترمہ صالح بی بی صاحبہؓ مرحومہ اہلیہ محترم قاضی عبدالرحیم صاحبؓ بھٹی ہیں۔ موصوفہ نے ۱۳ نومبر ۱۹۵۰ء کو راولپنڈی میں وفات پائی اور امانتاً دفن ہوئی۔ آپ کے بیٹے محترم قاضی عبدالسلام صاحب تابوت کو جو قدرت خداوندی سے بالکل محفوظ تھا ربوہ لے آئے اور ۹ فروری ۱۹۵۴ء کو انہیں بہشتی مقبرہ میں اپنے خاوند کے دائیں جانب دفن کردیا گیا۔ قاضی صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہِ ذرہ نوازی بعد ظہر جنازہ پڑھایا اس سے قبل بھی ان کی وفات پر مسجد مبارک ربوہ میں نماز جمعہ کے بعد جنازہ غائب پڑھا تھا۔ سو مرحومہ کی یہ خوش قسمتی تھی کہ دو دفعہ خلیفہ وقت نے انکا جنازہ پڑھا (مرتب)

۵۶/۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی

بحضور امامنا و حبینا

بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ عرضداشت آنکہ مہدی حسین صاحب رخصت سے واپس آگئے ہیں۔ اب عاجز کے واسطے کیا حکم ہے یہاں کوچہ میں جلد بندی کی بہت چیزیں

لڑکے بے خبر اٹھالے جاتے ہیں۔ کوئی چیز محفوظ نہیں رہتی۔ اس سے پہلے یہ عاجز چھاپہ خانہ[1] کے مشرقی دروازہ میں حکیم صاحب کے حکم سے بیٹھتا رہا ہے[2]۔ چونکہ اور کوئی ایسی جگہ موجود نہیں لہذا سال بھر سے زیادہ وہیں گذارہ ہوتا ہے کیا اب بھی وہیں اجازت دیتے ہیں یا کوئی اور جگہ جو عاجز کے حال کے موزوں ہو۔ دراصل جگہ کے بارہ میں عاجز از حد مضطر ہے گھر کی نسبت یہ حال ہے کہ پرسوں ڈپٹی کے بیٹے نے بذریعہ ڈاک نوٹس[1] دیا ہے کہ ایک ہفتہ تک مکان خالی کر دو ورنہ تین روپیہ ماہوار کرایہ مکان واجب الادا ہوگا۔ اس دقت کے رفع کے لئے بھی حضور دعا فرمادیں کہ بے منت غیرے کوئی جگہ مولا کریم میسر کرے۔

والسلام والاکرام

عریضہ نیاز مسکین ضیاء الدین عفی عنہ

١٧/ جولائی سنہ ١٩٠٢ء

---

[1] مراد مطبع ضیاء الاسلام ہے جو مطب حضرت خلیفہ اولؓ سے ملحق جانب جنوب تھا اور خلافت ثانیہ میں بطور گیراج استعمال ہوتا رہا۔ اب بھی گیراج کی شکل میں موجود ہے (مطب اور پریس کے نقشہ کے لئے دیکھئے اصحاب احمد جلد دوم صفحہ ١٦/١٧) حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی فرماتے ہیں کہ بعد ازاں حضرت قاضی صاحبؓ چھاپہ خانہ کے اس کمرہ میں جلد سازی کی دکان کرتے تھے جو نلکہ کے پاس جانب شمال ہے اور اس کا ایک دروازہ احمدیہ بازار میں کھلتا ہے۔

[2] مراد حضرت حکیم مولوی فضل الدین صاحبؓ بھیروی ہیں۔ جو مطبع ضیاء الاسلام قادیان کے مہتمم تھے اور حضورؑ کے جواب میں ان کا ذکر ہے۔

نوٹ:۔ (١) اس خط کے جواب میں جو کچھ حضورؑ نے تحریر فرمایا ضمیمہ ص ١٢ پر دوسرے نمبر پر درج ہے۔ اس کا چربہ ضمیمہ ص اصل کتاب کے صفحہ ٤٣/٤٧ پر دیا گیا ہے۔

(٢) محترم قاضی عبدالسلام صاحب تحریر کرتے ہیں کہ حضرت قاضی عبدالرحیم صاحبؓ نے مجھے لکھوایا کہ حضرت دادا صاحبؓ جب قادیان میں آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دار المسیح میں رہائش کی جگہ دی تھی۔ میری ولادت ستمبر سنہ ١٩٠٢ء میں اس مکان میں ہوئی جہاں اب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا مکان ہے۔ یہ جگہ ڈیوڑھیوں کی تھی اور کرایہ پر لی ہوئی تھی۔

۵۷/۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضور نے غلام کی ہمشیرہ امتہ الرحمٰن کے رشتہ کے لئے اپنے رشتہ داروں میں کوشش کرنے کے لئے فرمایا تھا سو عاجز نے مطابق حکم حضور اپنے قبیلہ میں ہر چند کوشش کی ہے کوئی صورت خاطر خواہ میسر نہیں آئی۔ جو خواہاں ہیں وہ حضور کے مخالف ہیں مخالفوں سے تعلق قائم کرنا پسند نہیں۔ عاجز کی گذارش ہے کہ اس معاملہ کو زیادہ عرصہ تک ملتوی نہ رکھا جائے۔ حضور جس جگہ مناسب سمجھیں تجویز فرماویں۔ عاجز کو کل جناب نواب صاحب[1] نے بھی جلدی فیصلہ کرنے کی تاکید کی ہے اور دیر کو بہت مکروہ خیال کیا ہے۔ چند آدمیوں کا انہوں (نے[2]) نام بھی لیا ہے۔ اور ان کی شرافت کی بہت تعریف کی ہے۔ اُن میں سے ایک اخویم احمد نور صاحب کابلی ہیں۔ احمد نور صاحب کی طرف کبھی کبھی والد صاحب مرحوم بھی خیال کیا کرتے تھے مگر محض للہ۔ حضور جیسا مناسب جانیں اور جہاں بہتر سمجھیں تجویز کر دیں مگر جلدی فیصلہ ہونا ضروری ہے۔ عاجز کا اور ہمشیرہ امتہ الرحمٰن کا اس بات پر کامل ایمان ہے کہ حضور کے فیصلہ میں نور اور برکت ہوگی والسلام۔ حضور کی جوتیوں کا غلام

عبدالرحیم ولد قاضی ضیاء الدین صاحب مرحوم

مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۰۴ء

نوٹ:۔ (۱) حضورؑ کا جواب ضمیمہ ص ۱۳ پر درج ہے غلطی سے وہاں نمبر لکھنے سے رہ گیا ہے جو اصل کتاب کے ص ۴۳/۴۷ پر درج ہے۔

(۲) "1904" بحرف انگریزی خط والی سیاہی سے مختلف سیاہی سے مرقوم ہے۔ مکرم قاضی عبدالسلام صاحب فرماتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ کب "1904" لکھا گیا۔ غالباً والد صاحب مرحوم نے لکھا ہوگا۔ حضرت قاضی ضیاء الدین رضی اللہ عنہ صاحب کی وفات ۱۹۰۴ء ہی میں ہوئی تھی۔

(۳) محترم قاضی عبدالسلام صاحب تحریر کرتے ہیں کہ "عاجز کی پھوپھی صاحبہ کا اصلی نام فاطمہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدل کر امتہ الرحمٰن تجویز فرمایا کہ فاطمہ نام کے ساتھ کچھ صعوبت کی زندگی کا اشارہ پایا جاتا ہے۔ انکی ولادت ۱۲ شعبان ۱۲۹۵ھ کو ہوئی اور وفات

[1] مراد حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ آف مالیر کوٹلہ۔ (مرتب)

[2] خطوط وحدانی کا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے۔

رتن باغ لاہور میں ۳ ر دسمبر ۱۹۴۷ء کو کوئی چوبرجی والے قبرستان میں حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے قریب دفن ہوئیں۔ میں وہاں سے ہڈیاں وغیرہ نکال لایا اور ۲۸ر مارچ ۱۹۵۴ء کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں حضرت والد صاحبؓ کے قریب دفن کیا۔ ان کی شادی غالباً ۱۹۰۶ء میں دار المسیح میں منشی جناب علی صاحبؓ میاں سکنہ ضلع جالندھر سے ہوئی تھی۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خود انہیں رخصت کیا تھا۔ پھوپھی صاحبہ مرحومہ بیان کیا کرتی تھیں کہ رخصتانہ کے وقت جب حضرت ام المومنینؓ نے فکر سے کہا کہ یہ تو اب جاتی ہے تو حضورؑ نے فرمایا فکر نہ کرو ہم اس کا "مکلاوا" "مبارک" کریں گے یعنی خاوند سے واپس آگئی تو زیادہ دیر تک اپنے پاس ٹھہرائیں گے۔ منشی صاحبؓ نے ہمارے خاندان کے ایک نوجوان فیض اللہ نامی سے مباہلہ کیا تھا جو ایک سال کے اندر طاعون سے ہلاک ہو گیا تھا حضورؑ نے تتمہ حقیقۃ الوحی میں ص $\frac{165}{166}$ پر اس نشان کا ذکر فرمایا ہے۔ منشی صاحبؓ ۱۹۲۱ء میں فوت ہوئے۔ اولاد میں سے صرف میری بیوی مبارکہ بیگم زندہ ہیں۔ باقی بچے بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔"

۵۸/۴۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سیدی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خاکسار نے ایک عریضہ چراغدین کی وفات پر حضور پرنور کی خدمت میں ارسال کیا تھا اور اخبار میں چھپنے کے واسطے بھی لکھ دیا تھا اس کے جواب میں مفتی صاحب نے لکھا کہ چراغدین کے متعلق چند باتیں تحقیقات سے دریافت کر کے لکھو جو کچھ مجھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا میں نے تحریر کر دیا لیکن مجھے یہ وہم بھی نہ تھا کہ یہ خط اخبار میں چھاپا جائیگا۔ میں نے اس خیال پر کہ شاید چراغدین کے متعلق کوئی مضمون لکھا جائیگا وہ کل حالات صرف پرائیوٹ طور پر تحریر کئے تھے اور اس خیال سے تحریر کئے تھے کہ اس مضمون کے لئے مصالح درکار ہوگا اسلئے میں نے اس خط میں بعض باتیں بے تعلق بھی درج کر دی تھیں جن کا اصل غرض کے ساتھ کوئی لگاؤ نہ تھا۔ اگر اخبار کے لئے مضمون لکھتا تو طرز تحریر بدل دیتا جیسے کہ پہلے خط میں نے قابل گرفت الفاظ کا لحاظ رکھا ہے ایسے ہی اس خط میں بھی ان باتوں کو مدنظر رکھتا۔ میں نے تو صرف حضور کے واسطے لکھا تھا نہ اخبار کیلئے۔ مفتی صاحب کی طرف اسلئے لکھا تھا کہ شاید مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی جابجا مفتی صاحب خط و کتابت کا کام

کرتے ہیں کیونکہ حضرت کی خدمت میں جو خط لکھا تھا اسکا جواب مفتی صاحب نے دیا تھا۔ اور نیز
میں نے اجازت نہیں دی کہ اسکو اخبار میں شائع کیا جاوے جبکہ پہلے خط میں دی تھی اور اگر میں
لکھ بھی دیتا کہ اس کو شائع کیا جاوے تو بھی ایڈیٹر صاحب اور مینجر صاحب کا فرض تھا کہ چھپنے سے
پیشتر مضمون پر ہر ایک پہلو سے غور کر لیتے اور بعد قانونی تصحیح کے چھاپتے کیونکہ کرم الدین کے مقدمہ
نے پورا پورا سبق سکھا دیا تھا جن مخالفوں نے ایک لئیم کے لفظ پر اسقدر زور مارا کیا اب وہ کچھ
کم کریں گے؟ آئندہ ماشاء اللہ ان کو تو خدا خدا کر کے ایسے موقعے ہاتھ لگتے ہیں اب بھلا وہ کس
طرح درگذر کریں۔ اصل مضمون میں یہ الفاظ ہیں "اسکی عورت پر لوگ یاری آشنائی کے الزام
لگاتے ہیں ممکن ہے وہ اسکی زندگی میں بھی خراب ہو" یعقوب مسیحی سے میں نے یہ سنا تھا لیکن اب
وہ انکاری ہے اور ثبوت طلب کرتا ہے۔ یہی عیسائی اور مسلمان اس پر تلے ہوئے ہیں کہ عورت
کی طرف سے فوجداری مقدمہ کرایا جاوے آج کل میں مقدمہ دائر کرنے والے ہیں پیروی
کے واسطے ایک بڑی کمیٹی مقرر ہوئی ہے بظاہر ان کے باز رہنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔
۱۹ فروری کا الہام "ایک عورت کی چال ایلی ایلی لما سبقتانی" شاید یہی چال ہو۔ میں دین کے
کام میں لڑنے اور تکلیف سے نہیں ڈرتا۔ صرف ناداری اور عیالداری کی وجہ سے خوف ہے
اس وقت میرے پاس کوئی سرمایہ نہیں جو مقدمہ میں کام آئے اور مقدمہ کی ایک پیشی بھی سرمایہ
بغیر بھگتی نہیں جا سکتی۔ اسلئے یہ مقدمہ میرے لئے سخت ابتلاء ہے۔ حضور خاص توجہ سے دعا
کریں کہ اللہ تعالیٰ عورت کے شر سے بچا لے۔ بھروسہ ہے تو صرف اسکی ذات بابرکات پر ہے۔
میرے مادی اسباب بھی کارگر نہیں ہوا کرتے۔ بواپسی جواب (سے*) سرفراز کریں کہ کیا تجویز کی
جاوے۔ کیونکہ آج کل میں مقدمہ جاری ہونے والا ہے۔ دیگر عرض ہے کہ شیخ رحیم بخش صاحب
کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ چراغ دین کی کتاب چھپوانے کے واسطے حضور نے سخت تاکید کی ہے
سو عرض ہے کہ میں مہتمم چھاپہ خانہ کے اس غرض سے کئی دفعہ گیا ہوں اس سے یہی معلوم ہوا کہ
اب چھپنے کی تجویز ملتوی ہو گئی ہے۔ ان کے پاس روپیہ نہیں اور میں خود اسلئے نہیں چھاپتا کہ یہ
کوئی مفید کتاب نہیں جو دست بدست فروخت ہو سکے۔ آخر میں نے اسے بہت کچھ طمع و ترغیب
دیکر چھاپنے پر آمادہ کر لیا ہے کل لاگت کوئی ۵۰۰ یا ۶۰۰ روپیہ تک ہو گی جس کے ادا کرنے کے

*خطوط وحدانی کا لفظ مرتب کی طرف سے ہے۔

واسطے میں نے اس سے عہد کرلیا ہے۔ کچھ کتب حق تصنیف میں دی جائیں گی اور کچھ کتب مہتمم چھاپہ خانہ کی نذر ہونگی۔ اگر خریدار پیدا ہوجاویں تو باقی ماندہ کتب فروخت کرکے لاگت کا کچھ حصہ وصول ہوسکتا ہے وہ نقلیں جو حضور کی خدمت میں ارسال کی تھیں وہ کاپی میں آگئی ہیں۔ کچھ مسودہ ادھر ادھر منتشر ہے۔ مہتمم چھاپہ خانہ اسکے جمع کرنے کی فکر میں ہے۔ فراہم ہوجانے کے بعد ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جاوے گا۔ دعا کریں کہ جیسے پہلے نقل حاصل کرنے میں خدا نے مجھے کامیاب کیا تھا ایسا ہی اب بھی کامیاب کرے جواب سے ممنون فرماویں۔

عاجز کا بڑا بچہ اور منجھلے سے چھوٹا بیمار ہیں اور عاجز کی اور عاجز کی بیوی کی بھی صحت درست نہیں ہے۔ حضور خاص توجہ سے دعا کریں کہ شافی مطلق پوری پوری صحت بخشے والسلام

عاجز قاضی عبدالرحیم نقشہ نویس محکمہ نہر از جموں

مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۶ء

میں نے اس میں کسی کی شکایت نہیں کی اور نہ ایڈیٹر صاحب پر شاکی ہوں جو کچھ مقدر تھا ہے ہو گذرتا ہے۔ صرف اصلیت امر کو ظاہر کیا ہے۔

اس خط پر حضورؑ نے اپنی قلم مبارک سے تحریر فرمایا:۔

اس خط کو بہت محفوظ رکھا جائے اور اس کا جواب لکھ دیا جاوے کہ اب صبر سے خدا تعالیٰ پر توکل کریں۔ دعا کی جائے گی۔ والسلام

مرزا غلام احمدؑ

نوٹ:۔ (۱) مکرم قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی ذکر کرتے تھے کہ میرے بھائی کو ۱۹۴۷ء میں اچانک اپنے گھر سے نکلنا پڑا۔ بعد ازاں قادیان کا ایک سکھ دوست آیا اور کہا کہ گھر سے کچھ لانا ہے تو میرے ساتھ چلیں۔ بھائی گئے اور صرف وہ تھیلا لائے جس میں یہ مکتوبات تھے۔ یقیناً حضورؑ کے ارشاد کے باعث کہ "اس خط کو بہت محفوظ رکھا جائے۔" حضورؑ کے اور صحابہؓ کرام کے کئی مکتوبات بچ گئے۔

(۲) اس مقدمہ کے متعلق قاضی عبدالرحیم صاحب نے قاضی عبدالسلام صاحب کو بتایا کہ اُس مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کے متعلق یہ واقعہ ہوا کہ عین اس تاریخ جس دن دعویٰ دائر ہونا تھا

اور سب تیاری ہر طرح سے مکمل ہو چکی تھی تو علی الصبح پتہ لگا کہ وہ عورت اپنے آشنا کے ساتھ غائب ہو گئی اور اس طرح ان مخالفوں کی ساری کارستانی پر پانی پھر گیا۔"

۵۹/۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا پُر درد وغم خط مجھ کو ملا۔ آپ صبر کریں جیسا کہ خدا تعالیٰ کے صابر و شاکر بندے صبر کرتے رہے ہیں خدا تعالیٰ ان غموں سے اور ان پریشانیوں سے نجات دے گا اور درود شریف بہت پڑھیں تا اُس کی برکات آپ پر نازل ہوں اس جگہ میں نے مطبع منگوایا ہے اس میں رسالہ دافع الوساوس چھپے گا اور انشاء اللہ عنقریب چھپنا شروع ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ اور اگر طبیعت پریشان ہے تو چند ماہ کیلئے میرے پاس آجائیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیان
۲۵ جون ۱۸۹۲ء

نوٹ:- یہ مکتوب الحکم جلد ۲ ع۳۲ صـ۳ سے درج کیا گیا ہے تا تمام مکتوبات ایک جگہ جمع ہو جائیں

چربہ مکتوبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنام حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب

سائز خط ۲½×۶"

[illegible]

سائز خط ۲½×۶"

مکتوب نمبر ۵۵/۱

[illegible]

مکتوب ۵۶/۲

سائز مکتوب ۱⅛×۳¾"

[illegible]

خط قاضی صاحب بنام حضرت اقدس ؑ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سیدی و السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

خاکسار نے اپنے عزیز چراغ الدین کی وفات پر حضور پر نور کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ اور اخبار میں چھپنے کیواسطے بھی بھیجا گیا تھا۔ اسکے جواب میں منشی صاحب نے لکھا کہ چراغ الدین کے متعلق چند باتیں تحقیقات سے دریافت کرکے علم جو مجھ کو وفات کرنے سے معلوم ہوا اپنے تحریر کرو۔ لیکن مجھے یہ وہم بھی رہا کہ یہ خط اخبار میں چھپایا جائیگا میں نے اس خیال پر کہ شاید چراغ الدین کے متعلق کوئی مضمون لکھا جائیگا وہ کل حالات مختصر طور پر بطور یادداشت تحریر کئے تھے ۔ اور اس خیال سے تحریر کئے تھے کہ اس مضمون کیلئے مناسب درکار ہونگے ۔ اسلئے میں نے اس خط میں بعض باتیں بے تعلق بھی درج کر دی تھیں جنکا اصل غرض کے ساتھ کوئی لگاؤ نہ تھا۔

مکتوب ۵۷/۳ بنام حضرت قاضی عبدالرحیم صاحب ؓ

سائز ۳¾×۶½"

[illegible]

مکتوب ۵۸/۴ حضرت مسیح موعودؑ بنام حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ

سائز ۳/۴ ۳" × ۷/۸ ۱"

چربے اصل مکتوبات حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اولؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ